جنوری فروری ۱۹۸۴ء ۲۸۶/۹۲

آرگن: آل انڈیا سُنّی تبلیغی جماعت و مرکز علم و ادب دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

بیادگار — بظل روحانی

سلطان الہند خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ — عارف حق سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سرپرستی

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی خلیفہ مفتی اعظم ہند مہتمم دارالعلوم غریب نواز و بانی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت الہ آباد

چیف ایڈیٹر
مولانا حسن رضا خاں
پی۔ ایچ۔ ڈی

ایڈیٹر
انوار احمد نظامی
ناظم اعلیٰ دارالعلوم غریب نواز

ماہنامہ پاسبان الہ آباد

جلد ۳۸	شمارہ ۱

سب ایڈیٹر
عبدالقیوم مصباحی ۔ مولانا جہانگیر خاں

مدیر اعزازی: حضرت ضیا جالوی ۔ حضرت اسلم بستوی ۔ حضرت نسیم بستوی ۔ حضرت سید شمیم گوہر

آسمانِ سُنیّت کے درخشندہ آفتاب

عالیجناب آفتاب احمد خاں صاحب کا ایک مثالی قدم

عالی مرتبت آفتاب احمد خاں صاحب چھرادی اپنے سینے میں مذہب اہلسنت و مسلک رضویت کا بے پناہ درد رکھتے ہیں دینی امور میں بہت ہی فیاض اور مخیر ہیں۔ چنانچہ ماہنامہ پاسبان کی اشاعت پر خطیب ہند حضرت مولانا جہانگیر خاں سے اپنی قلبی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ایک ہزار روپئے سالانہ کی ممبری منظور کی ہے گویا وہ ہر سال ادارہ کا ایک ہزار روپئے سے تعاون کریں گے۔ یہ ان کا ایک بے مثال قدم ہے اب ہمیں اس کی روشنی میں ایسے ہی گیارہ ممبر بناتے ہیں تاکہ پاسبان کی جڑیں مضبوط ہو جائیں اور کوئی خدشہ نہ رہ جائے۔ ادارہ پاسبان کا پورا عملہ مولانا جہانگیر خانصاحب کا شکر گزار ہے اور آفتاب احمد صاحب کے لئے دعاگو ہے۔

مرتب: خورشید انور نظامی، وقار احمد نظامی، مہدی حسن گوہر نظامی،

زر سالانہ ۲۵ روپے ۔ فی کاپی ۵۰۔۲ روپئے ۔ غیر ممالک سے

انوار احمد نظامی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے تاج آفسیٹ پریس سے چھپوا کر شائع کرایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

مدد کن یا معین الدین چشتی

پاسبان

بہ تائید روحانی
سلطان التارکین مجاہد ملت حضرت مولانا
الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بانی آل انڈیا تبلیغ سیرت

زیر حمایت
پیر طریقت شیدائے خواجہ مولانا الحاج
سید عبدالحق صاحب قادری چشتی
گلشن چشت اجمیر شریف

بمبئی مدینہ مسجد میں ادارۂ شرعیہ کا قیام

فقہاء اسلام نے جس وقت نظر اور کاوش فکر سے قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل کا استخراج واستنباط فرماکر فقہی وقیاسی مسائل کو مرتب و مدون فرمایا یہ ائمہ مجتہدین کا حق تھا جسے وہ توفیق الٰہی سے اپنے دور میں کر گئے۔ خدا ان کی قبر اطہر پر رحمتوں کے پھول برسائے۔ فقہ اسلامی دنیائے اسلام کا وہ سرمایا و اثاثہ ہے جسکے ایک ایک نقطے کی حفاظت وصیانت میں ہم اپنے خون کی ایک ایک بوند نچھاور کر سکتے ہیں ہمارا یہ وہ خزانہ ہے جس کے سامنے دنیا کی ہر قومیں کاسۂ گدائی لئے کھڑی ہیں اور آج بنام قانون جسکے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اسی خزانے کا مستعار ہے سب اسی در کے بھکاری ہیں یہ ادارہ شرعیہ اسی انمول خزانے کا امین ہوگا جسے ہوا ونفس اور اغیار کی دست اندازی سے محفوظ رکھا جائیگا اور اہلسنت پر اسکی رحمتیں وبرکتیں لٹائی جائیں گی۔ ابتداءً اسکی حیثیت دارالافتاء کی ہوگی تدریجاً یہی دارالقضاۃ کا مقام حاصل کریگا جہاں عام فتاوے کے علاوہ خلع۔ مفقود۔ فسخ وغیرہ کے احکام صادر کئے جائیں گے جو وقت کا اہم اور شدید ضرورت ہے۔ ادارۂ شرعیہ بمبئی، مہاراشٹ گجرات۔ کرناٹک۔ ان تین صوبوں پر مشتمل ہوگا۔ مہاراشٹ ہیڈکوارٹر ہوگا، کرناٹک اور گجرات میں اس کی ذیلی شاخیں قائم کی جائیں گی شاخوں کو اہم مسائل میں مرکز کیطرف رجوع کرنا ہوگا میں نے اپنے تئیں ایک قومی اثاثے کو قوم کے سپرد کر دیا میں اسے اپنی قیام گاہ نہیں بنایا بلکہ عوام کی آمد ورفت کی آماجگاہ بنایا ہے جہاں سے انکی دینی ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔ میں نے اپنا حق ادا کر دیا اب قوم کا امتحان ہے کہ وہ اس سے بے اعتنائی برتے یا قلب ونظر کی ٹھنڈک قرار دے۔

خلوص کار
مشتاق ملک

حضرت رازؔ الٰہ آبادی

جس میں نہ ہو خیال

جس میں نہ ہو خیالِ رسولِ انام کا
تسبیح کام کی ہے نہ وہ سجدہ ہے کام کا

مُنکر جو ہو گیا ہے قیام و سلام کا
وہ مولوی تو صرف مُسلماں ہے نام کا

رُتبہ سمجھ نہ پائے حبیبؐ اُن کے غلام کا
اِدراک کیا کرو گے نبی کے مقام کا

ہے عرش پر دماغ اِس ادنیٰ غلام کا
صَدقہ جسے مِلا ہے محمدؐ کے نام کا

کیا جانے کتنی صبحوں کے چہرے اُتر گئے
مَیں ذکر کر رہا تھا مدینے کی شام کا

یٰسیں کبھی کہا کبھی طٰہٰ کہا انھیں
انداز دیکھئے تو خُدا کے کلام کا

بھُوکے تھے مُصطفےٰ بھی صحابہ کے ساتھ ساتھ
جو حال مقتدی کا وہی تھا امام کا

اے زائرانِ طیبہ تمھیں کیا بتاؤں میں
سب حال جانتے ہیں وہ اپنے غلام کا

اے یادِ مصطفیٰ مرے دل میں قیام کر
بَن جا چراغ اُجڑے ہوئے گھر کی شام کا

منبر پہ بیٹھے بیٹھے صدا ساریہ کو دی!
یہ علم دیکھئے تو نبی کے غلام کا

اے رازؔ ہم سُنیں نہ سُنیں اور بات ہے
دیتے ہیں وہ جواب ہمارے سلام کا

شذرات

ہم نے ہر حال میں جینے کی قسم کھائی ہے

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

کئی مہینوں کے طویل وقفہ کے بعد جب ہم نے نئے سرے سے اپنے سفر کا آغاز کیا تو اپنے سفر کے پہلے ہی مرحلے میں اپنے قارئین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اس دفعہ ہم نئے عزم و ہمت کے ساتھ سلسلۂ سفر شروع کر رہے ہیں اور انشاء اللہ انشاء اللہ اپنا یہ سفر جاری رکھیں گے

ع ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے

یہ کیسے کہیں کہ اب ہماری راہوں میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا ہوگی، یہ کیسے کہیں کہ اب ہمارے سروں سے کوئی قیامت خیز طوفان نہیں گزرے گا، یہ کیسے کہیں کہ اب ہماری کشتی گرداب بلا میں نہیں ہچکولے کھائے گی۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم پر قیامتیں بھی ٹوٹیں گی، ہمارے سروں سے طوفان بھی گزرے گا اور ہماری کشتی حیات طوفان اور تلاطم میں ہچکولے بھی کھائے گی، کیونکہ

ع ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگ گراں اور

مگر اس کے باوجود ہم طے کر چکے ہیں کہ ہم اپنا سفر جاری رکھیں گے ؎

ہزار برق گریں لاکھ آندھیاں آئیں
وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

ہم اپنے قارئین سے صرف یہ عرض کریں گے کہ اگر کبھی 'پاسبان' کی اشاعت میں وقفہ یا تاخیر ہو جایا کرے تو آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں، آپ کو کیا خبر کہ 'پاسبان' کو سجاتے اور سنوارنے کے لئے ہم کس کس طرح اپنے جگر کا خون کرتے ہیں، آپ کو کیا خبر کہ آپ کا 'پاسبان' کن کن صبر آزما مرحلوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرتا ہوا آپ تک پہنچتا ہے — لیکن ہاں اب یہ بات ہمارے لئے موجب طمانیت ہے کہ اب ہم تنہا نہیں ہیں، ہمیں بعض ایسے رفقائے کار مل گئے ہیں جن کے خلوص پر

ہمیں اعتماد ہے، جو جذباتی لگن اور والہانہ آمادگی کے ساتھ ہمارے ساتھ ہوئے ہیں اور انھوں نے ہمارے ساتھ قدم بقدم منزل بہ منزل چلنے کا عہد کیا ہے ۵

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے کارواں بنتا رہا

اپنی ڈوبتی ہوئی کشتی کو منجدھار سے نکالنے کی کوشش میں جب ہمارا ایک بازو شل ہو جائے گا تو ہم دوسرے بازو سے کام لیں گے۔ جب دونوں بازو شل ہو جائیں گے، تو تیسرا ہاتھ آگے بڑھے گا اور اس طرح ہم بازو بدلتے رہیں گے، اور کشتی کھیتے جائیں گے۔ ہماری کشتی کسی نہ کسی طرح ضرور پار اترے گی، انشاء اللہ ۵

سفینۂ برگ گل بنالے گا قافلہ مور ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا سے پار ہوگا۔

ہمارے رفقائے ادارہ نے اپنے سفر کے نقطۂ آغاز ہی پر اکابرین ملت شائع کرنے کا اعلان کر کے بہت بڑی جسارت کی ہے۔ مولیٰ تعالےٰ ہمارا بھروسہ قائم رکھے۔ آمین۔

اکابرین ملت نمبر کی اشاعت طویل فرصت چاہتی ہے، کیونکہ شخصیتوں کی رنگارنگی اور ان پر لکھے گئے مضامین کی گوناگونی اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کی کتابت، طباعت سب امتیازی شان کی حامل ہو، اس کے لئے ماہر فن خطاط کی خدمات حاصل کرنی ہوں گی اور الہ آباد میں ماہر فن خطاط کمیاب ہیں، کچھ ہیں بھی تو وہ پہلے ہی سے کہیں نہ کہیں متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ بعض شخصیتوں پر مضامین بھی ابھی تک نہیں موصول ہو سکے اور ہم نہیں چاہتے کہ مذکورہ نمبر کسی اہم شخصیت کے تذکرے سے خالی ہو کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ عیب تصور کیا جائے گا۔ اور کم از کم ہم اس کے لئے تیار نہیں ہیں — اس لئے ایک طرف ہم نمبر کو صوری و معنوی ہر لحاظ سے خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، دوسری طرف عام شمارہ شائع کر رہے ہیں تاکہ ہمارے قارئین کا ذہن پھر نہ کہیں بوجھل ہو جائے، پھر نہ کہیں وہ نیتوں پر حملے شروع کر دیں ۵

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم
انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

آخر میں ہم اپنے ان تمام کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو 'پاسبان' کی توسیع اشاعت کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں کام کر رہے ہیں، اور جنھوں نے 'پاسبان' کو لائف ممبر، اعزازی ممبر، سرپرست اور سالانہ خریدار دیئے۔ جنھوں نے 'پاسبان' کی ممبرشپ قبول کر کے، اس کے لئے وسائل حیات اور توانائی فراہم کی، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں، جو 'پاسبان' کی توسیع اشاعت کی مہم میں اگرچہ اب تک ہمارا ساتھ نہیں دے سکے ہیں، لیکن وہ ہمارا ساتھ دینے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ دیر یا سویر بہر حال وہ ہمارا ساتھ دیں گے ۵

لالہ و گل تو حسیں تر سے حسیں تر ہیں مگر
دیکھنا ہے کہ کوئی خار حسیں ہے کہ نہیں

(ضیا جالوی)

رضا اکیڈمی بمبئی

خدا ہی بہتر جانتا ہے وہ کیسی مسعود و مبارک ساعت تھی اور تسنیم و کوثر میں کیسے دھلے دھلائے ہاتھ تھے جب اور جن ہاتھوں سے رضا اکیڈمی کی داغ بیل ڈالی گئی۔ پلک جھپکتے یہ کارواں اتنا دور نکل گیا کہ برق رفتار اسپ سواروں نے اسکی گرد تک نہ پائی ہے۔ اخلاص نیت کا آشیانہ اتنا بلند ہوتا ہے جہاں کوئی کمند کا گذر نہیں۔ کل کا ننھا منا سا پودا آج کا تناور اور بار آور درخت بن چکا ہے یہ اہلسنت کا ایک اشاعتی ادارہ ہے جو بہت ہی قلیل المدت میں اپنی آفاقی شہرت کی بنیاد پر ملک اور بیرون ملک علماء اور مہمانوں کی قیامگاہ اور ضیافت گاہ بن چکا ہے۔ بہت ہی فیاض، روشن خیال اور وسیع النظر حضرات کے ہاتھوں اسکی امام قیادت ہے۔ جن کے خون کی بوند بوند میں وفاداری مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا جذبہ موجزن ہے مذہب اہلسنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک رضویت کی تائید و حمایت اس ادارے کا بنیادی نصب العین ہے اب تک ترجمہ اعلیٰحضرت کے علاوہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد کتابچے و رسائل کی ہزارہا ہزار اشاعت ہو چکی ہے جن میں اکثر و بیشتر رسائل مفت تقسیم کئے گئے ہیں۔ عزیزم محمد سعید رضوی ادارے کی فعال و متحرک شخصیت ہیں۔ عزیز موصوف کی مساعی جمیلہ نے اسے ہمدوش ثریا کر دیا ہے یہ کچھ بھی ہے اعلیٰحضرت و مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فیضان کرم کا نتیجہ ہے۔ اگر ایصال ثواب کی خاطر آپ بھی کتابچے و رسائل شائع کرانا چاہتے ہو تو رضا اکیڈمی کی طرف رجوع کیجیے۔

خدا ار قدیر اس ادارے کو آسیب روزگار سے محفوظ رکھے اور اہلسنت کا مرکز توجہ بنائے۔ آمین

..... مشتاق احمد نظامی .....

مہتمم دار العلوم غریب نواز
بانی
آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت

پاسبان کا فائل محفوظ رکھیے

اب ادارہ پاسبان اپنی بھرپور توانائیوں کے ساتھ قلمی جہاد کیلئے میدان میں اتر چکا ہے اسکا ہر شمارہ اس قابل ہے کہ اسے لائبریریوں اور آہنی تجوریوں میں محفوظ رکھا جائے تاکہ آپ کے بعد آپکی نسل بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے ۔ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

(نظامی)

بلدیوگڑھ میں سنی اصلاحی کانفرنس

بلدیوگڑھ ضلع ٹیکم گڑھ میں ۱۸/۱۹/ نومبر ۸۳ء زیر قیادت حافظ حدیث حضرت مولانا الحاج مفتی محمد رجب علی دو روزہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جسمیں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی خلیفہ مفتی اعظم ہند مناظر اہلسنت حضرت مولانا منصور علی خانصاحب خطیب ہند حضرت مولانا عبید اللہ خانصاحب مفکر اسلام حضرت مولانا حسن رضا خانصاحب پی۔ ایچ۔ ڈی قاضی شہر کانپور حضرت مولانا قاری عبدالسمیع صاحب اور بہت سے علماء کرام و شعراء اسلام نے شرکت فرمائی اپنی افادیت کے لحاظ سے کانفرنس بہت کامیاب رہی۔

(مولانا) علاء الدین صاحب بلدیوگڑھ

متعدد تفاسیر مثلاً عزیزی وغیرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ اس طرح نقل فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تمام روئے زمین سے ہر قسم کی سیاہ، سفید، سرخ، کھاری، میٹھی، نرم خشک ایک مشت خاک لاؤ۔ حکم رب پاکر سید الملائکہ زمین پر تشریف لائے اور خاک اٹھانی چاہی، زمین نے سبب دریافت کیا، حضرت جبرئیل نے سارا واقعہ بیان فرمادیا۔ زمین نے عرض کیا کہ میں اس سے خدا کی پناہ پکڑتی ہوں کہ آپ مجھ سے خاک اٹھاکر انسان بنائیں جن کی وجہ سے میرا کچھ حصہ جہنم میں پہونچے۔ یہ سنکر حضرت جبرئیل واپس تشریف لے گئے اور بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا۔ اے میرے رب زمین نے تیری عزت کی پناہ پکڑی، میں نے تیرے نام اور عزت کے ادب سے اس سے خاک نہ اٹھا سکا۔

پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت میکائیل و اسرافیل علیہما السلام کو باری باری بھیجا وہ بھی واپس چلے گئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت ملک کو آخر میں بھیجا۔ انھوں نے زمین کی بات نہ سنی بلکہ ارشاد فرمایا۔ میں اللہ کے حکم کا تابعدار ہوں۔ تیری عاجزی اور زاری کی وجہ سے میں رب کی اطاعت ہرگز نہیں چھوڑ سکتا، اس لئے ان کو ان کی روح قبض کرنے کا کام سونپ دیا گیا کہ تم نے ہی اس خاک کو زمین سے جدا کیا ہے تم ہی اس کو ملانا۔ پھر انھیں حکم ہوا کہ اس خاک کو وہاں رکھ دو جہاں کعبہ ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس خاک کا مختلف پانیوں سے گارا بنائیں۔ چنانچہ اس خاک پر چالیس روز تک بارش ہوئی۔ انتالیس روز تک غم و رنج کا پانی برسا اور ایک روز خوشی کا، اسلئے انسان کو غم و رنج زیادہ رہتے ہیں اور خوشی کم ہوتی ہے۔ پھر اس گارے کو مختلف ہواؤں سے خشک کیا گیا کہ کھنکھنانے لگا۔ قال اللہ تعالیٰ: صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔ پھر حکم ہوا، اے فرشتو! اس گارے کو مکہ اور طائف کے وسط وادی نعمان میں عرفات پہاڑ کے قریب رکھو۔ پھر حق جل مجدہٗ نے خاص اپنے دست قدرت سے اس گارے کو حضرت آدم علیہ السلام کا قالب بنایا اور ان کی صورت تیار کی، فرشتوں نے کبھی ایسی حسین صورت نہ دیکھی تھی۔ تعجب سے اس کے آس پاس پھرتے تھے اور اس کی خوبصورتی سے حیران تھے۔ ابلیس کو بھی اس کی اطلاع مل چکی تھی۔ وہ بھی اس قالب اطہر کو دیکھنے آیا اور اس کے گرد چکر لگاکر بولا۔

"اے فرشتو! تم اسی کا تعجب کرتے ہو یہ تو اندر سے ایک خالی جسم ہے اور جس میں جگہ جگہ سوراخ ہیں اور اس کی کمزوری کا یہ حال ہے کہ اگر بھوکا ہو تو گر پڑے اور خوب سیر ہوجائے تو چل نہ سکے اس قلب خاکی سے کچھ نہ ہو سکیگا۔ البتہ اس کے سینے کے بائیں طرف ایک بند کوٹھری (دل) ہے یہ نہیں معلوم کہ اس میں کیا ہے۔ شاید کہ لطیفہ ربانی کی جگہ ہو جس کی وجہ سے یہ خلافت کا مستحق ہوا۔"

پھر روح کو حکم ہوا کہ اس کی قالب میں جائے۔ جب روح قالب کے پاس پہنچی تو جسم کو تنگ و تاریک پاکر ٹھہر گئی۔ بعض روایات میں ہے۔ تب نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قالب منور کیا گیا یعنی وہ نور پیشانی آدم میں امانت رکھا گیا۔ اب روح آہستہ آہستہ داخل ہونے لگی، ابھی سر ہی میں تھی کہ جناب آدم

کو چھینک آئی اور زبان سے نکلا الحمد للہ، حق تعالیٰ نے فرمایا "یرحمک اللہ" چنانچہ امت کے لئے یہی الفاظ سنت قرار پائے گئے، ابھی روح کمر ہی تک پہنچی تھی کہ حضرت آدم نے اٹھنا چاہا مگر گر پڑے کیونکہ نیچے کی دھڑ میں روح نہیں پہنچی تھی۔ قال اللہ تعالیٰ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ جب تمام بدن میں روح پھیل گئی تب حضرت کو حکم ہوا کہ فرشتوں میں جاکر انھیں سلام کرو اور سنو کہ تم کو کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت آدم تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم کے جواب میں فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، ارشاد الٰہی ہوا یہی الفاظ تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کئے گئے، حضرت آدم نے عرض کیا کہ میری کون؟ تب ان کی پشت پر دست قدرت پھیر کر اس سے ساری انسانی روحیں نکالی گئیں اور آدم علیہ السلام کو اقطاب و اغوات اخیار سب دکھائے گئے۔ (باقی آیندہ)

الحاج حافظ احمد رسول خان صاحب کا شکریہ

عزت مآب عالیجناب الحاج حافظ احمد رسول خان صاحب چیرمین رئیس اعظم بھارت گنج جو پشتینی رئیسوں میں ہیں حضرت علامہ نظامی کی دعوت پر بمبئی تشریف لے گئے اور حضرت کے شریک سفر رہے۔

آپ جہاں بہت بڑے تاجر ہیں وہیں عبادت گذار صوفی منش درویش بھی ہیں یہ وقت آپکے سفر کا نہ تھا لیکن علامہ نظامی سے بہت ہی مخلصانہ تعلقات ہیں۔ جسکے تحت آپ بمبئی تشریف لے گئے اور بحمدہٖ تعالیٰ احلقہ احباب میں پاسبان کا بہت ہی عمدہ کام ہوا جس سے جو کہہ دیا اسنے انکار نہ کیا۔ سیٹھ عبدالمجید خاں اور جملہ احباب بھارت گنج و بچے پورے چیرمین صاحب کو ہاتھوں ہاتھ لیکر انکا دل جیت لیا۔ چیرمین صاحب کے اس سفر سے ادارہ پاسبان کو بڑی تقویت پہنچی ہم موصوف کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں خدا انکو دینی کام کیلئے عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین

انوار احمد نظامی ایڈیٹر پاسبان
ناظم اعلیٰ دارالعلوم غریب نواز۔ الہ آباد

نذرِ عقیدت

مولانا عبدالکریم صاحب انور ضیائی

کشتیٔ اہل یقیں کا ناخدا پاسباں،
پاسبانِ اہل سنت کا فدا ہے پاسباں
آفتاب آسمان ملت بیضا ہے یہ،
عالم افروز جہاں شمس الضحیٰ ہے پاسباں
گلستان ملت دینِ متیں کے واسطے،
اک بہار بیخزاں و جانفزا ہے پاسباں
ذرہ ذرہ عرش سے تا فرش تاباں ہوگیا
نیر چرخ رسالت کی ضیا ہے پاسباں
آ گئے گم گشتہ راہ محبت راہ پر!!
عاشقان باصفا کا رہنما ہے پاسباں
ہے سویدائے دل عشاق میں اس کی جگہ
ترجمانِ سنتِ خیرالوریٰ ہے پاسباں
کور باطن کے لئے زہر ہلاہل ہے، مگر،
اہل حق کے واسطے عین الشفا ہے پاسباں
اہل ایماں اہل دل اہل یقیں، اہل نظر
کہہ اٹھے واللہ بیشک حق نما ہے پاسباں
ہو مبارک اہل سنت کو حیات دائمی،
خضر راہ چشمۂ آب بقا ہے پاسباں،
خود ہما بھی اس کے سایہ میں ہے انور کیوں نہ ہو
جب کہ زیر ظل محبوب خدا ہے پاسباں

رت علامہ رحمت اللہ صاحب
خ الحدیث' دار العلوم غریب نواز۔ الہ آباد

معارف حدیث

آدمی کے ذمہ صرف اپنی اصلاح ہے کسی سے اسے سروکار
نے کی ضرورت نہیں۔ کوئی بد ہے تو ہوا کرے جہنم کی راہ
رہا ہے چلا کرے اپنے افعال کا خمیازہ خود بھگتے گا ——!
یہ آج کی ایک آواز ہے —— یہ آواز تنہا نہیں بلکہ تائید
یافتہ ہے۔ ایک مشہور مصرعہ آپ نے بھی سنا ہوگا ——!
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو ——!
اسلام کے مزاج اور اسلامی فکر و طبیعت میں اُس
ریا اس مصرعہ کو کہاں تک دخل ہے ذیل کی حدیث میں
قیس قال قام ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ فحمد اللّٰہ و
نی علیہ ثم قال ایھا الناس انکم تقرؤن ھٰذہ ۔
آیۃ یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم
ضل اذا اھتدیتم وانا سمعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
یہ وسلم یقول ان الناس اذا راوا المنکر فلم یغیروہ
شک ان یعمھم اللّٰہ بعقابہ ۔

حضرت قیس بن ابو حازم سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق
ضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے عہد خلافت میں) ایک بار منبر پر کھڑے
ہوئے اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا لوگوں تم اپنے نظریہ
خود کو طاعت یاب رکھو دوسروں کا گناہ تمہیں ضرر نہ دیگا)
تا ہیں یہ آیت یا ایھا الذین اٰمنوا انفسکم لا یضرکم من ضل
اہتدیتم (اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑیگا
گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو) پیش کرتے ہو مگر اس کا
ل نہیں سمجھتے، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے یہ ارشاد سنا ہے کہ جب لوگ خلاف شرع چیز دیکھیں
اور قدرت کے باوجود اسے نہ مٹائیں تو وہ دن دور نہیں
جب اللہ تعالیٰ عاصی و مطیع سب ہی کو دنیوی عذاب میں
مبتلا فرما دے گا۔

انسان فطرۃً اپنے گرد و پیش سے متاثر ہوتا ہے برے
ماحول میں رہنے سے بُرا اور اچھی فضا میں پرورش پانے سے
اچھا بن جانا ایک جانی پہچانی حقیقت ہے۔ جو شخص صرف
اپنی خالی اور خود و صلاح کو کافی سمجھتے ہوئے بگڑے ہوئے
ماحول کی اصلاح سے بے نیاز ہو جائے۔

اسی وقتی اور جزوی حیثیت سے تو صالح کہا جا سکتا
ہے۔ مگر انجام تشریع میں وہ قصور وار و کوتاہ دست ضرور۔
ٹھہرے گا۔ مستزاد اس کی پرہیزگاری و اتقاء میں ٹھہراؤ اور
استقامت کی روح بھی نہ ہوگی۔ تمثیلاً یوں سمجھا جائے کہ جس
بستی میں غلاظت و گندگی کی وجہ سے کوئی وبائی بیماری پھیل
جانے کا خطرہ لاحق ہو تو اس سے بچنے کے لئے صرف یہی
کافی نہیں کہ ایک شخص خود اپنے آپ کو اور اپنے گھر کو پاک
و صاف رکھے بلکہ ضروری ہے کہ پوری بستی کو وبائی جراثیم
سے بچانے اور غلاظت و گندگی سے دور رکھنے کی ہر ممکن
کوشش بروئے کار لائے اور بستی والوں کو اس گندگی کے
بد نتائج سے ڈرائے، ورنہ وہ بھی عمومی وبا کی لپیٹ میں
آسکتا ہے ——

اسی طرح جب انسان کا کوئی گروہ معنوی گندگی یعنی
(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

مشتاق احمد نظامی

انکار بشریت کا الزام

ہدیۂ تشکر !

اللہ کا شکر ہے ماہنامہ پاسبان پورے ملک میں بہ نگاہ پسندیدگی دیکھا گیا۔ خدائے قدیر نے ایسا قبول عام عطا فرمایا کہ اپنے و بیگانے سبھی اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں میں اس وقفہ میں ۴۸ گھنٹے سے کچھ زائد کیلئے غریب خانے پر حاضر ہوا۔ مولانا انوار احمد نظامی اور مولانا عبدالقیوم مصباحی نے خطوط کا انبار سامنے رکھ دیا میں پوری ڈاک تو نہ دیکھ سکا مگر جسقدر بھی دیکھا وہ پاسبان کی اشاعت پر مبارکبادی کے پیغامات تھے یا پاسبان کی تعریف توصیف سے بھرپور تھے۔ "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" میں سب کو فرداً فرداً جواب تو نہیں دے سکتا پاسبان ہی کے توسط سے اپنے مخلص بھائیوں کی خدمت میں ہدیہ امتنان و تشکر پیش کرتا ہوں۔

آپ ہی حضرات میرے قوت بازو ہیں اگر آپ کا سہارا ملتا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اب یہ کارواں آگے ہی بڑھتا نظر آئیگا۔ میں اپنے عوام، علمائے کرام، ائمہ مساجد اور عمائد اہلسنت کا ممنون کرم ہوں کہ انھوں نے پاسبان کے تعاون میں بخل سے کام نہیں لیا بلکہ بڑی کشادہ دلی ہی فیاضی اور فراخدلی سے ہمارے وفد کا خیر مقدم کیا اور میں جہاں کہیں پہنچا ایسا محسوس ہوا کہ وہ حضرات اسی انتظار میں بیٹھے تھے کہ کوئی پاسبان کا پیغام لائے اور ہم اپنے دل کی تجوری کھول دیں۔ چنانچہ ہم جسوقت اپنے رفیق سفر عزت مآب مولوی الحاج حافظ احمد رسول خانصاحب چیرمین رئیس اعظم بھارت نگر کے ہمراہ بھارت گنج اور بیجاپور کے احباب اہلسنت سے ملے تو ان حضرات نے بڑی خندہ پیشانی سے ہماہما پرتپاک خیر مقدم کیا جناب سیٹھ عبدالمجید صاحب، ضمیرالدین صاحب، سیٹھ جلال الدین صاحب، عبدالقیوم صاحب، مولوی غیاث الدین صاحب، سیٹھ منیر صاحب، سیٹھ معین صاحب، سیٹھ منصور عالم صا[حب] سیٹھ عبدالرشید صاحب، سیٹھ عبدالقادر صاحب غرضکہ ان حضرات نے وفور محبت اور غلو محبت میں اپنا کلیجہ بچھا دیا۔ میں سکے ایک حق میزبانی ادا کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت جانیکی کوشش کرتے سیٹھ عبدالمجید خان صاحب نے تو ایسا شا[ندار] دسترخوان پیش کیا جو مدتوں یاد رہیگا۔ جب ہم کولار پہنچے غیاث صدیقی برادرم عبدالمنان سیٹھ ہمارے دائیں بائیں رہے۔ اصغر سیٹھ نے خود اپنی خواہش سے رسید لیکر یہ کہا کہ ہم لائف ممبر ممبر بنا دیں گے ہم انھیں باتوں کو پاسبان کے حق میں فال نیک تصو[ر کرتے] ہیں جناب الحاج رحمت اللہ صاحب قادری نے بطیب خاطر لائف م[مبری] قبول فرمائی۔ ہم احباب اہلسنت کے شکر گذار ہیں کہ قدم قدم پر ساتھ دیکر ہمیں آگے بڑھنے کا موقع دیا۔

ائمہ مساجد سے -!

خدا کا شکر ہے آپ کے مخلصانہ تعاون سے آل انڈیا تبلیغی جماعت کی جڑیں مضبوط ہوتی جارہی ہیں اور اب تو اس نے گجرات اور کرناٹک کے مسلمانوں کو ادارۂ شرعیہ جیسا ایک قیمتی ا[دارہ] دے دیا ہے۔

عروس البلاد بمبئی ایسا شہر ہے جو اپنی کثرت آبادی ذرائع و وسائل اور محل وقوع کے لحاظ سے ایک ملک کی حیثیت رکھ[تا ہے] جہاں سیکڑوں کی تعداد میں ہمارے ائمہ مساجد اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن یہ افسوس کا مقام ہے کہ ہماری کوئی ایسی تنظیم نہ[یں جو] ہمارے مسائل کا حل تلاش کرے کبھی ٹرسٹیان مساجد کیطرف

دتی ہوتی ہے اور کبھی ائمہ مساجد سے نہ تو کوئی ٹرسٹی حضرات اپنے
کو رضا دینے میں کسی دستور کی پابند ہیں اور نہ ہی ائمہ مساجد اپنی
چھوڑنے میں کسی دستور یا ضابطے کا لحاظ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں
دن ایک ناخوشگوار سی فضا پیدا ہوتی رہتی ہے اور باہمی میل
اور برسوں کا تعلق دفعتہً تلخیوں میں بدل جاتا ہے۔ میری ایک
یہ خواہش ہے کہ ٹرسٹیان اور ائمہ مساجد پر مشتمل ادارہ شرعیہ
زیر اہتمام ایک مجلس شوریٰ طلب کی جائے اور دونوں کے مسائل سامنے
ٹھوس مضبوط دستور مرتب کرکے ایک بورڈ کے حوالے کر دیا جائے
ٹرسٹیان اور ائمہ مساجد کے باہمی اختلافات کے حل تلاش کرنے کا کا
اور مجاز ہو تاکہ آئے دن کی وہ صعوبتیں جو ہمیں پیش آتی رہتی ہیں
بورڈ اسی دستور کے سہارے دونوں کے درمیان رابطے کا کام کر
اگر اس سلسلہ میں آپ کی کثرت رائے مجھے حاصل ہو گئی تو مستقبل
میں ایک ایسے بورڈ کی رکھ کمل عمل میں لانا چاہتا ہوں جو دستوری
پر فیصلہ کرنیکا مجاز ہوگا جسکا فیصلہ کورٹ کی نظر میں بھی قابل قبول ہوگا

انکار بشیریت کا الزام ! علمار دیوبند کیطرف سے

ہم پر جہاں بہت سے الزامات ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ہم سید
عالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشیریت کے بھی منکر ہیں۔
یہ سراسر الزام و بہتان ہے ہم عندالضرورت اطلاق بشر کے قائل ہیں
مثلاً محل استفسار میں اگر کوئی دریافت کرے کہ کیا رسول اللہ
فرشتوں میں سے ہیں ہم یہی کہیں گے کہ نہیں ۔ تو پھر کیا وہ جن سے ہیں!
ہم پھر جواب دیں گے کہ نہیں ۔ سائل پھر سوال کرتا ہے تو آخرش وہ
کس میں سے ہیں ؟ تو اب ہمارا یہ جواب ہوگا کہ وہ نوع بشر سے ہیں۔
واضح رہے محل استفسار میں اطلاق بشر اور ہے اور آقائے کائنات
کیلئے بشر کو مروج و مستعمل کرنا اور ہے جس کے بے شمار القاب
و خطاب ہوں اسلئے بشر بشر کہنا یہ تنقیص شان رسالت ہے رحمت عالم
سید عالم یٰسین طٰہٰ نہ کہکر بشر بشر کہنا اس سے دل کے کھوٹ
اور کوڑھ کا اندازہ ہوتا ہے یہ حقیقت مسلم ہے کہ برتن میں جو ہوتا
ہے وہی برتن سے باہر نکلتا ہے دل اگر عقیدت و محبت سے
معمور ہو تو زبان سے اسکا اعتراف و اقرار ہو کے رہیگا۔ یہ تو محض کہنے کی
بات ہے کہ دل محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور زبان گالی بک رہی ہے اگر یہی
سابقہ آں بدوت کو پڑ جائے کہ کوئی جناب کو چمار بھی کہے اور یہ بھی کہے۔ دل میں
آپ کی بے پناہ محبت ہے تو آپ اُسے معاف نہ کریں گے۔ چراغ پا ہو کر گالی
گلوج پر آمادہ ہو جائیں گے۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جسے تم اپنے لئے
گوارا نہیں کرتے سرکار کی بارگاہ میں پہنچ کر وہاں عقل کے دیوالیہ کیوں ہو
جاتے ہو؟

اللہ رے خود ساختہ قانون نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

اس حقیقت اور ضابطے کی منہ بولتی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شیر خدا
مولا علی سے دریافت کرتا کہ رشتے میں رسول اللہ آپ کے کون ہیں۔ تو
شیر خدا یہی جواب دیتے کہ ہم دونوں رشتے میں چچازاد بھائی ہیں لیکن مولا علی
کا انتہائی ادب دیکھو کہ زندگی میں کبھی بھی آقائے کائنات کو بھائی کہکر نہیں
پکارا جب بھی کہا یا رسول اللہ، حبیب اللہ، یا نبی اللہ اتباع سنت کی
ٹھیکیداری بھی اور خلفاء راشدین کی سنت سے کھلی ہوئی بغاوت بھی" یہ
کیسی وفاداری ہے ؟

ہمیں کہنا یہ ہے کہ ہم اطلاق بشر کے قائل ہیں اُسی صورت میں ہم
پر انکار بشیریت کا الزام ظلم و زیادتی ہے البتہ ہمارا تمہارا فرق یہ ضرور ہے کہ ہم
اطلاق بشر تو کرتے ہیں مگر اپنا جیسا بشر نہیں کہتے اسے ہم بارگاہ رسالت
میں گستاخی اور بے ادبی تصور کرتے ہیں جیسے ہم رسول اللہ کو بندہ کہتے ہیں
مگر اپنا جیسا بندہ نہیں کہتے۔ ہمارا بندہ ہونا یہ ہے کہ ہم کہیں کہ ہم خدا کے
بندہ ہیں اور سرکار کا بندہ ہونا ایسا ہے کہ خود خدا فرمائے کہ یہ میرا بندہ
ہے۔ ایسے ہی ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم رسول اللہ کو عالم الغیب کہتے
ہیں۔ بشریت اور علم غیب کی بحث پاسبان کے دوسرے شمارے
میں ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین سے پھر میری گذارش ہے کہ وہ پاسبان کا فائل محفوظ رکھیں۔

(باقی آئندہ)

حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی

غزل

ازل میں مَیں نے پایا تھا اشارہ چشمِ یزداں سے
جُھکا دو سَر تو پھر اُٹھنے نہ پائے سنگِ جاناں سے

طوافِ کعبہ بھی کرنا ہے مجھ کو اے حرم والو!
اگر فرصت ملی مُجھ کو طوافِ کوئے جاناں سے

مری ٹوٹی دُعا اے کاش اتنا کام کر جاتی!
چراغِ زیست وہ میرا بجھاتے اپنے داماں سے

گلِ رعنا سے کہدو مُسکرائے اب نہ گلشن میں
مجھے تسکین ہوتی ہے بس اُن کے روئے خنداں سے

یہی اک دن زمانے کی قیادت کرنے والے ہیں
جو دیوانے ابھی اُلجھے ہیں اپنے جیب و داماں سے

ستاروں نے چمک پائی تو پھولوں نے ہنسی لے لی
تمہارے روئے تاباں سے تمہارے روئے خنداں سے

فرشتوں کی وہ دُنیا ہے جہاں معصوم بستے ہیں
خطا تو پیار سے ہوتی ہے ہمارے جیسے انساں سے

اُسی دن سے مرے طرزِ سخن میں جان آئی ہے
کبھی اک گھونٹ میں نے پی لیا تھا جامِ عرفاں سے

غمِ جاناں تو آ بھی جا کہ ترا ہی سہارا ہے
مرا دل ڈوبا جاتا ہے خیالِ شامِ ہجراں سے

مرا دل ہی نہیں، سارا زمانہ کانپ اُٹھتا ہے
ستارے ٹوٹتے ہیں جب تمہاری نوکِ مژگاں سے

مری آباد دُنیا کو نہ روندو اپنے قدموں سے
تمہیں دل میں بٹھایا ہے نہ جانے کتنے ارماں سے

کبھی اپنے بھی دن ہوتے نظامی اُن کی محفل میں
مجھے زنجیر پہناتے وہ اپنی زلفِ پیچاں سے

مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی
پورنیہ

احادیث نبویہ، تاریخی واقعات اور حقائق ثابتہ کی روشنی میں

تبلیغی جماعت

کا ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

فقیہ عصر مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی جماعت اہلسنت کے ممتاز ترین عالم دین اور گوناگوں صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ مدرس، مقرر، شاعر، مناظر، مفتی، مصنف۔ غرضیکہ گہوارۂ علم و ادب کے خوبصورت پھول ہیں۔ بلکہ منتخب پھولوں کا ایک نہ مرجھانے والا حسین گلدستہ ہیں۔ موصوف کو ہر فن سے اتنا ہی گہرا تعلق ہے کہ یہ کہنا دشوار ہے کہ ان کا اصل فن کیا ہے؟

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مفتی صاحب ایک مفکر و مدبر ہونے کی حیثیت سے اپنے سینے میں قوم و ملت کا صحیح درد رکھتے ہیں یہی وہ داعیہ ہے جس نے ان کو "تبلیغی جماعت" سے متعلق قلم اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔ انھوں نے احادیث نبویہ، تاریخی واقعات اور حقائق ثابتہ کی روشنی میں "تبلیغی جماعت" کا ایک حقیقت پسندانہ جائزہ لیا ہے۔

ہر چند کہ اپنی ضخامت کے لحاظ سے یہ ایک مختصر سا کتابچہ ہے مگر اپنی بھرپور افادیت کے لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مفتی صاحب نے سمندر کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ جتنی کاوشوں اور دقت ریزیوں سے منتخب احادیث کو اکٹھا کر کے دلائل و براہین کی آہنی زنجیروں میں جکڑنے کی کوشش کی ہے یہ ان کا اپنا حصہ ہے۔ اور اس کوشش میں وہ لائق صد تحسین ہیں۔ وقت کی اہم ضرورت کے پیش نظر مفتی صاحب نے قوم کو یہ گرانقدر اثاثہ دے کر پوری جماعت کی طرف سے کفارہ ادا کیا ہے۔ خدائے قدیر قوم کو حق و باطل پہچاننے کی توفیق بخشے اور مفتی صاحب کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین۔

(مشتاق احمد نظامی)

مولانا محمد الیاس کی "تبلیغی جماعت" ۱۳۴۵ھ میں دہلی سے اٹھی اور جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی گئی۔ آج اس سے متعلق دو مختلف اور متضاد خیالات و نظریات پائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے کلمہ، نماز کی وجہ سے خالص اللہ والی جماعت تصور کرتے

ہیں۔ اور اس کے تبلیغی گشت کو صحابۂ کرام کی مقدس مساعی جمیلہ کا مساوی قرار دیتے ہیں بلکہ بانی جماعت کے لفظوں میں دینی دعوت صفحہ ۲۵۵ " ان کے برائے نام قدموں کے اٹھانے کو [illegible]ابہ کے پچاس کے برابر اجر و ثواب کا مستحق سمجھتے ہیں ——————

اس کے برخلاف کچھ لوگ اسے عقائد کی بنیاد پر وقت کا سب سے بڑا دینی فتنہ تصور کرتے ہیں۔ اور اس کے تبلیغی گشت کی نہ جانے کن کن وجوہات سے تعبیر کرتے ہیں —————— اعمال پر عقائد کی بالاتری بلکہ عقائد پر اعمال کی اساس و بنیاد اپنی جگہ لاکھ مسلم ہو —————— لیکن ——————

"کلمہ کی اشاعت کے لئے یہ تگ و دو، نماز کی ترویج کی خاطر یہ مشقتیں کیا بے معنی ہیں؟" ——————

یہ وہ ذہنی اضطراب ہے جس سے آج کا عام مسلمان دوچار ہے۔ آیئے ہم ذیل میں اس کشاکش ذہنی کا علاج احادیث نبویہ، تاریخی واقعات اور حقائق ثابتہ کی روشنی میں ڈھونڈھیں اور تبلیغی جماعت کا ایک حقیقت پسندانہ جائزہ لیں ــ

حدیث نمبر ۱ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۹۴ میں ہے۔ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بيت عائشة فقال رأس الكفر من ههنا حيث يطلع قرن الشيطان يعني المشرق۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور پورب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کفر کا مرکز ادھر ہے جہاں سے شیطانی جماعت نکلے گی۔

حدیث نمبر ۲ اسی میں ہے کہ۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام عند باب حفصة فقال بيده نحو المشرق الفتنة ههنا من حيث يطلع [illegible] الشيطان مرتين او ثلثا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ [illegible] دروازہ پر کھڑے ہوکر اپنے ہاتھ سے پورب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دو تین بار فرمایا ادھر سے شیطانی جماعت نکلے گی۔

حدیث نمبر ۳ اسی میں ہے کہ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وهو مستقبل المشرق ها ان الفتنة ههنا ها ان الفتنة ههنا ها ان الفتنة ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورب کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا سن لو، فتنہ ادھر سے اٹھے گا سن لو، فتنہ ادھر سے اٹھے گا۔ سن لو فتنہ ادھر سے اٹھیگا جہاں سے شیطانی جماعت نکلے گی۔

حدیث نمبر ۴ اسی میں ہے کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يشير بيده نحو المشرق ويقول ها ان الفتنة ههنا ها ان الفتنة ههنا ان الفتنة ههنا ثلاثا حيث يطلع قرن الشيطان يعني المشرق۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے پورب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا۔ سن لو، فتنہ ادھر سے اٹھے گا، سن لو، فتنہ ادھر سے اٹھے گا، سن لو، فتنہ ادھر سے اٹھے گا، اسی پورب طرف سے شیطانی جماعت نکلے گی۔

حدیث نمبر ۵ مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۵۸۲ میں بخاری شریف کے حوالے سے [illegible] ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأس الكفر يعني نحو المشرق۔

رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کفر کا مرکز پورب کی طرف ہے۔

حدیث نمبر ۶ اسی میں ہے کہ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال من ههنا جاءت الفتن نحو المشرق۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ مشرق کی طرف سے اٹھے گا۔

ان احادیث پاک میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا مرکز مدینہ طیبہ سے مشرقی سمت کو قرار دیا ہے اور اسی طرف سے شیطانی جماعت کے نکلنے کی خبر دی ہے۔

حدیث نمبر ۷ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۹۴ پھر مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۵۸۲ میں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

وسلم غلظ القلوب والجفاء فی المشرق۔ فرمایا ہے کہ سخت دلی اور جفاکاری مشرق والوں میں ہے۔

اس حدیث پاک میں مشرق والوں کی برائی بیان ہوئی ہے کہ ادھر والے سخت دل اور جفاکار ہوں گے۔

حدیث ۸ الدرر السنیہ ص۵ میں ہے۔

یخرج ناس من قبل المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم کلما قطع قرن نشاء قرن حتی یکون آخرھم مع المسیح الدجال۔

کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ جب ان کی ایک جماعت ختم ہو جائے گی دوسری جماعت نکلے گی۔ یہاں تک کہ آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی۔

اس حدیث پاک میں فتنہ کا مرکز مدینہ طیبہ سے مشرقی سمت ہونے اور ادھر سے شیطانی جماعت نکلنے کو بتانے کے علاوہ تین باتیں مزید بتائی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ بظاہر قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یعنی انھیں صحیح ایمان نصیب نہ ہوگا۔

۲۔ جب ان کی ایک جماعت ختم ہو جائے گی تو دوسری جماعت نکلے گی۔

۳۔ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی۔

حدیث ۹ اسی کے ص۴۹ میں ہے۔

یخرج ناس من قبل المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرقون السہام تحلیق من الرمیہ۔

کچھ لوگ پورب کی طرف سے نکلیں گے قرآن پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ دین سے نکل جائیں گے پھر دین کی طرف لوٹنا نصیب نہ ہوگا۔ ان کی علامت تحلیق ہوگی۔

اس حدیث پاک میں فتنہ کا مرکز مشرقی سمت کو قرار دینے ادھر سے شیطانی جماعت نکلنے اور انھیں ایمان نصیب نہ ہونے کو بتانے کے علاوہ تین باتیں مزید بتائی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہوں گے۔

۲۔ پھر کبھی دین فہم کی طرف سے پلٹ کر نہیں آئیں گے۔

۳۔ ان کی علامت تحلیق ہوگی۔ (سر منڈانا) (باقی آئندہ)

آل کرناٹک مرکزی تنظیم عظمت مصطفیٰ

پاسبان کے گذشتہ شمارے میں اس کا اعلان آچکا ہے مجھے یقین ہے کہ کرناٹک کے دانشوروں نے اسکی ضرورت کو اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا متعدد خطوط سے ایسا محسوس ہوا کہ سنیوں کے زبان کی بات عالیجناب ثنار اللہ سیٹھ کے نوک قلم پر آگئی اور انکا قلم لاکھوں مسلمانوں کے ضمیر کا ترجمان بنگیا قومی ضرورتوں کے پورا کرنے میں طویل المیعاد وقت کا انتظار نہیں کیا جا[illegible] جب کبھی موقع میسر آئے حق کی آواز زبان و قلم سے بلند کر دے۔ تنظیم عظمت مصطفےٰ کے روح رواں جناب ثنار اللہ سیٹھ نے ایسا ہی کیا ہے۔ وقت کی صحیح حمایتی کرتے ہوئے قوم کو پکارا ہے۔ خدا کا شکر ہے سُنی عوام وخواص نے انھیں یکا و تنہا نہیں چھوڑا بلکہ صوبے کے تمام دانشوروں نے اس پر لبیک کہا اور وہ دن قریب آنیوالا ہے کہ ہر ہر ضلع اور ضلع کے تمام دیہی و قصباتی علاقوں میں تنظیم مصطفےٰ کا آفس و بورڈ نظر آئے گا اور پورا کرناٹک عظمت مصطفےٰ کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہا ہوگا۔ علماء، مشائخ، آئمہ مساجد اور عمائد اہلسنت سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس تنظیم کے فروغ و ارتقار کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ اور اپنے حریف کو بتادیں کہ سنی سو جاتا ہے مر نہیں جاتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پاسبان کا ہر صفحہ اس جمہوری تنظیم کیلئے ہمیشہ خالی رہیگا اور ادارہ پاسبان اسکی جڑیں مضبوط کرنے کیلئے اپنی ساری صلاحتیں وقف کر دیگا۔

(ادارہ)

آہ! سلطان المناظرین

مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمۃ والرضوان

مشتاق احمد نظامی

شیخ طریقت، سلطان المناظرین حضرت مولانا الحاج رفاقت حسین صاحب مفتی اعظم کانپور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد پاسبان کا یہ دوسرا شمارہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ جس وقت دلی میں حضرت کا وصال ہوا میں کرناٹک کے ایک طوفانی دورہ پر منہمک تھا وصال کے تیسرے روز جناب سیٹھ ابوسعید کی معرفت ہبلی میں یہ افسوسناک خبر ملی میں ہارٹ کا مریض دل دھڑکنے لگا آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ میں کہیں جا رہا تھا جب دل بیٹھنے لگا تو واپس آکر دارالعلوم اہلسنت کے گوشے میں لیٹ گیا ہر چند دل کو تسلی دیتا مگر ماہی بے آب کی طرح گھنٹوں بیقرار دل تڑپتا اور تڑپاتا رہا۔ کبھی مجاہد ملت یاد آتے، کبھی سید العلماء کبھی حافظ ملت، کبھی صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، کبھی شمس العلماء قاضی شمس الدین، کبھی وہ جوان قلم کار کامل جو دل کی دھڑکنیں بن چکا تھا اور نہ پوچھئے اضطراب بے چینی کا وہ عالم جب تاجدار اہلسنت سیدی مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مسکراتا نورانی چہرہ سامنے آجاتا تو کلیجہ منھ کو آجاتا آنکھیں تو آنسو برسا ہی رہی تھیں ڈر تھا کہیں جگر نے خون پھینکا تو کیا ہوگا۔

زندگی میں بے کسی کی ایسی گھڑیاں کم گذری ہیں ایک زخمی دکھا دل تھا جس پر نہ کوئی مرہم رکھنے والا تھا اور نہ ہی سینے پہ تسلی کا ہاتھ رکھنے والا۔ جب یہ سوچتا کہ آج زندگی اپنے ایک شفیق مہربان، مربی سے محرومی ہو گئی تو کلیجہ مسوس کے رہ جاتا ......

چہلم میں شرکت کا عزم صمیم تھا اور واپسی میں مہوا رہ بھی جانے کا ارادہ تھا مگر اچانک طبیعت زیادہ خراب ہوگئی سفر کرنے کے قابل نہ رہا۔

اب تک نہ تو کچھ بول سکا تھا اور نہ لکھ سکا تھا۔ دل اندر اندر گھٹن محسوس کر رہا تھا۔ پاسبان ہمیشہ حضرت کا رہین کرم رہا اسکا ہر صفحہ یہی چاہتا ہے کہ کچھ انکا ذکر خیر ہو۔ میری زندگی کی یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ تقریری پروگرام کے علاوہ اکثر و بیشتر مناظرے میں انکے ساتھ رہا۔ حضرت کے حکم پر سب سے پہلے میں پرشدے پور ضلع رائے بریلی کے مناظرہ میں شریک ہوا۔ جب میں رائے بریلی اسٹیشن پر اترا تو مفتی طیب مرحوم دانا پوری تم پہلی بستی کے ساتھ حضرت میرا انتظار فرما رہے تھے مجھے دیکھتے ہی مسکرائے اور آگے بڑھ کر گلے لگا لیا صبح ہو رہی تھی نماز فجر ادا کر لی گئی بغیر ناشتہ پانی کے ایک تازہ دم سپاہی کی طرح ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ راستے میں ندی حائل تھی۔ ندی اس پار مولانا محمد سلیم مہتمم جامعہ عربیہ سلطانپور ہم لوگوں کے انتظار میں کھڑے تھے۔ ہم لوگ برابر راست مناظرہ گاہ پہنچے اور اسٹیج پر بیٹھ گئے۔ مناظرے کا موضوع "قیام میلاد تھا" ان لوگوں کا مناظر عبدالسلام لکھنوی تھا" قاری صدیق بھی ساتھ تھے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ مولوی عبدالسلام قاری صدیق ہی کے سہارے میدان مناظرہ میں آئے تھے۔ ابتداءً [illegible] ایک گھنٹہ مجھ سے اور مولوی عبدالسلام لکھنوی سے مناظرہ [illegible] میرا مطالبہ یہ تھا کہ پہلے الاہم فالاہم کے تحت مسئلہ تکفیر پر مناظرہ کیا جائے میں اپنی اٹھتی ہوئی جوانی کی گرجدار آواز میں مولوی عبدالسلام کو للکارتا رہا وہ تو میری دھونس میں آگیا تھا لیکن ایک گھنٹہ بعد قاری صدیق نے اسکا دامن کھینچکر کہا کہ تم اس کا مطالبہ کرو کہ اپنے اصل موضوع پر مناظرہ ہوگا" ..... اب باضابطہ مولوی عبدالسلام اور مفتی اعظم کانپور میں مناظرہ شروع ہوا۔

صبح نو بجے سے ظہر تک یہ مناظرہ چلتا رہا گفتگو اپنے آخری مرحلے میں یہاں پہنچی تھی کہ ہم لوگ حنفی ہیں لہذا اگر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قیام میلاد کا حکم دیا ہو تو وہ جزیہ پیش کیا جائے ہمارے اسٹیج کا یہ کہنا ہے کہ "اصل اشیاء میں اباحت ہے" حلت اور حرمت جائز و ناجائز وغیرہ سے متعلق جہاں زبان شریعت خاموش ہو اس کا کم از کم مرتبہ مباح کا ہے لہذا اگر کہیں امام اعظم نے قیام میلاد کو منع فرمایا ہو تو وہ قول ہمیں دکھایا جائے۔ گرجدار آواز میں جب مفتی اعظم کانپور نے مطالبہ کیا تو اس کا اسٹیج مسجد کے دروازہ سے لگا ہوا تھا۔ بس سوال کے جواب کی تاب نہ لاکر بغیر کچھ کہے سنے اسٹیج چھوڑ کر مسجد کے اندر بھاگ گیا۔ اس کا بھاگنا تھا پورا مجمع نعرہ تکبیر نعرہ رسالت زندہ باد مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔

شب میں پرشدے پور کے جیالے سنیوں نے جشن فتح منایا اور صبح فتح و نصرت اور کامیابی و کامرانی کی خوشگوار فضا میں سکون پہنچکر اپنے مقام کیلئے روانگی ہوئی "مفتی اعظم زندہ باد پائندہ باد"۔

مناظرہ پرشدے پور کے کچھ ہی زمانے بعد جائس کے قریب موضع کریمن پور کے ایک باغیچہ میں غیر مقلدین سے مناظرہ ہوا اصل مناظر تو حضرت تھے مگر بے ضابطہ مجھ سے ہی انکا مناظر بہت کمسن تھا میری بھی نوجوانی تھی مجھ سے نہ رہا جاتا اور بے ضابطہ کھڑے ہو کر سوال و جواب میں الجھا لیتا مجھے یہ سماں اچھی طرح یاد ہے جب تو اسکا بوڑھا باپ چلا کر کہتا کوئی بھی اٹھے مگر یہ چشمے والا نہ اٹھے مجھے بے ساختہ ہنسی کبھی آتی اور غصہ بھی آتا جب وہ بوڑھا کہتا کہ یہ چشمے والا نہ اٹھے تو مجھے حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شفقت و محبت یاد آجاتی۔ حضرت جب مجھ سے بہت زیادہ خوش ہوتے تو فرماتے چشمے والے کو بلاؤ" میں سمجھ جاتا بہت خوش ہیں اور جب خالی خوش رہتے تو فرماتے مشتاق کو بلاؤ" میں تب بھی مطمئن رہتا مگر جب کچھ خفگی رہتی تو فرماتے "مولوی مشتاق کو بلاؤ" بس جہاں حضرت کی زبان سے مولوی سنا دل دھڑک گیا میں سمجھ جاتا کچھ دال میں کالا ہے۔ اب جلدی نہیں آتا کچھ کسر مسر کرتا کئی بار بلایا جاتا تب آتا اور جب سامنے آتا تو اپنی مخصوص مسکراہٹ میں مجھے کھینچ کر فرماتے کہئے حضرت میں شرم سے اپنی گردن جھکا لیتا ہمارے بزرگوں کی یہی وہ ادائیں تھیں کہ بغیر ڈانٹ پھٹکار کے نرم و نازک لہجے میں ادب آشنا بناتے۔ شعور و سلیقے ہوش و آگہی کی دولت گرانمایہ دے دیتے۔

شعر خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

شعر جب ان کی یاد آتی ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے

جائس "کریمن پور" کا مناظرہ مسئلہ تقلید شخصی پر تھا مگر بہت ہی دلچسپ اور باغ و بہار تھا۔ غیر مقلدین کا مناظر بہت کمزور تھا جب جواب نہ دے پاتا تو اپنے بوڑھے باپ کو بلاتا باپ بھی کچھ زیادہ پڑھا لکھا نہیں تھا پھر دونوں باپ بیٹے میں مناظرہ خود ہی شروع ہو جاتا میں کچھ دیر خاموش رہ کر بوڑھے سے کہتا دیکھو تم بے ضابطہ بول رہے ہو مگر میں خاموش ہوں لہذا جب میں مائک پر آؤنگا تو تم بھی خاموش رہنا پورا مجمع قہقہہ لگاتا جب میں اتنا کہتا تو بوڑھا بھاگ کر اپنی جگہ پر چلا جاتا پھر میں شور مچاتا بھاگنے سے کام نہیں چلے گا جتنی دیر تم بولے اتنی دیر تک میں بھی بولوں گا مجمع پھر قہقہہ لگاتا آخرش جب میں بے ضابطہ مائک پر آتا تو بوڑھا دو تین منٹ خاموش رہ کر چلاتا" او چشمے والے" تم زیادہ بول رہے ہو میں جوابا کہتا او بڑے میاں جب بے ضابطگی ہی ٹھہری تو کم اور زیادہ کا سوال گھڑی دیکھتے رہو میں جتنی دیر بولوں اپنے وقت میں تم بھی اسقدر بول لینا مگر اب مجھے روک نہیں سکتے میں اسطرح اپنے بولنے کا وقت بڑھا لیتا اور اسے اسکا شعور بھی نہ ہوتا۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان مسکرا مسکرا کر پان کھاتے بٹوا کھول کر چھالیا تمباکو کھاتے گویا میں اسطرح انکے دامن کرم میں مناظرے کی ٹریننگ حاصل کرتا زندگی کے یہی وہ قیمتی دن ہیں جو خاک کو کندن بناتے ہیں اس مناظرے میں سلطان المناظرین کا مطالبہ یہ تھا کہ تقلید شخصی کا منکر امام کا نہیں بلکہ نفس کا پیر (مقلد) اور ہوتا ہے۔ "میری کتاب" مسئلہ تقلید شخصی" طباعت کے قریب ہے۔ خدا کرے چھپ جائے تو اسکی تفصیل و تحقیق اسمیں ملاحظہ فرمائیں۔

اس طرح کو اُتھ ضلع گیا، بولیہ، بھیونڈی، پوا کھالی، پورنیہ، بھنگواں، تھریا وغیرہ کے مناظرے میں شریک رہا۔ کواُتھ کا مناظرہ بڑا ہی دلچسپ تھا جو مولوی عتیق الرحمن (دیوبندی)، نقی نیپالی اور سحبان الہند مولانا ابوالوفا فصیحی کے درمیان ہوا تھا جس کی صدارت سلطان المناظرین نے فرمائی تھی۔ اسطرح ہم قسط وار مناظرے کی تفصیل

بقیہ صفحہ ۲۳ پر

مشتاق احمد نظامی

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

نفوس کے مجالس میں اس درویش کامل کا بہت سی نگاہوں نے دیکھا مگر خال خال ہے، وہ لوگ جنھوں نے صحیح معنوں میں پہچانا ہے، میری نظروں میں اس کے بہت سے علل واسباب ہیں، اس وقت مجاہد ملت ہی کی ایک روایت کو سپرد قلم کرتا ہوں جو خود میری آپ بیتی سے متعلق ہے۔

برسہا برس سے میں فکرمند تھا کہ جس کسی کو بھی دیکھا جائے وہ کسی نہ کسی بشری کمزوری میں مبتلا ضرور نظر آتا ہے۔ یہ ایک ایسا سوال تھا جو قلب و جگر کا کانٹا بن کر چبھتا تھا مگر میرے پاس اس کا کوئی حل نہ تھا، دل یہ چاہتا ہے کہ مجاہد ملت کے جواب سے پیشتر میں اپنے سوال کی ہلکی سی تفصیل پیش کر دوں مثلاً آپ کی نظر میں بھی کتنے ایسے ہوں گے جن کی عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ پر آپ کو کوئی شبہہ نہیں مگر اسی کے ساتھ آپ نے کسی مجلس میں اس کو دیکھا تو وہ اپنی تعریف و توصیف میں مست و بیخود نظر آیا، جھوم جھوم کر اپنی تعریف کر رہا ہے۔ ایسے ہی کسی دوسرے عابد کی نشستگاہ میں پہنچے تو وہاں دوسروں کی مذمت و برائی سے دل کو بہلایا جا رہا ہے اور کسی تیسرے زاہد کے یہاں پہنچے تو بغض، عناد اور کینہ پروری کی باتیں ہو رہی ہیں علیٰ ہذا القیاس جہاں کہیں بھی جایئے کچھ ایسی ہی باتیں نظر آتی ہیں جس سے دل و دماغ پر کچھ ایسے اثرات پڑتے ہیں کہ اس پارسا کی ساری عبادت تو پیچھے رہ جاتی ہے اور اس کی بشری کمزوری سراپا عیب بن کر سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ دل یہ چاہتا تھا کہ کبھی مجاہد ملت کے حضور اس سوال کا حل دریافت کیا جائے۔ اتفاق دیکھئے کہ میں سلطانپور کی طرف سے واپس آیا، اور حضرت دفتر پاسبان میں موجود تھے۔ حسب عادت و معمول میں پاؤں دبانے لگا نہ جانے کہاں کہاں کی باتیں ہو رہی تھیں کہ اس درمیان میں حضرت نے از خود فرمایا کہ بزرگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ بزرگوں کی صحبت سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی میرے کان کھڑے ہو گئے اور پورے انہماک سے متوجہ ہو گیا لیکن اتنا فرما کر حضرت خاموش ہو گئے۔ مجبوراً میں نے عرض کیا کہ حضور یہ با[ت] سمجھ میں نہ آئی کہ "بزرگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ بزرگوں کی صحب[ت] سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔"

تب حضرت مجاہد ملت نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ بزرگوں کی سو[انح] حیات میں علی العموم ان کے کشف و کرامات کا ہی تذکرہ ہوتا ہے جس[ے] پڑھ کر ان کی طرف دل جھکتا ہے لیکن بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو[نے] والا ان کی عبادت کو دیکھتے ہوئے جب ان کی کسی بشری کمزوریوں کو دیکھ[تا] ہے تو اس کے دل میں تنفر پیدا ہوتا ہے۔

یہ سنتے ہی مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے دل میں کوئی پھوڑا تھا ابھی ابھی آپریشن کر دیا گیا اور ساری آلائش باہر پھینک دی گئی یا دل [پ]ر کوئی بوجھ تھا جس کو کسی نے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ میں ہفتوں [سوچتا] رہا یا اللہ! ابھی تو بات قلب کے گوشوں میں تھی، ایک سوئی [کی] خلش تھی جو کبھی کبھی دل کی دھڑکنوں میں جاگ اٹھی تھی، ابھی [تو] حرف نوک زبان پر نہ آیا تھا کہ اس کا جواب مل گیا۔ مگر رفتہ رفتہ اس بات پر مطمئن ہو گیا کہ اللہ والوں کے قلوب آئینہ سے زیادہ صا[ف] اور چاند سے زیادہ روشن ہوتے ہیں۔

یہ انسان کی ایک فطرت ہے اگر کوئی اس کی ہاں میں ہا[ں ملائے] تو وہ اس کو اللہ والا ہی نہیں قطب الاقطاب اور غوث الوریٰ [کہنے] کو تیار ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ پاکدامن اس کی کمزوریوں کی گرفت [کرے] یا اس کے نقائص پر اس کو مطلع کرے تو اس کی نقطہ چیں طبیعت [اس کے] دامن کے بخیے ادھیڑ دیتی ہے۔ پھر وہی غوث و قطب کہنے وا[لا] اس کے روزے و نماز میں کیڑے نکالتا ہے۔ یہ آدمی کی کتنی بڑی کم[زوری] ہے کہ وہ اپنی اصلاح تو نہ کر سکا البتہ اپنے محسن پر برس پڑا۔ میں

(بقیہ ۲۰ پر)

مولانا نسیم بستوی

روشنی کے مینار

اللہ تعالیٰ کی رضا

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی چار چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ ہر کام کو صرف خدا کی خوشنودی کے لئے کرنا۔
۲۔ شیطان کی مخالفت و دشمنی کرتے رہنا۔
۳۔ موت کے سامان کی تیاری میں مصروف و مشغول رہنا۔
۴۔ روزی کی طرف سے مطمئن رہنا۔

(حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ)

لائق عزت و احترام

چار قسم کے لوگ عزت و احترام کے لائق و مستحق ہیں۔

۱۔ عالِم زاہد۔
۲۔ فقیہ صوفی۔
۳۔ خاکسار و متواضع سرمایہ دار۔
۴۔ غریب شکر گذار۔

(حضرت سفیان ثوری، علیہ الرحمۃ)

جسکے بغیر عبادت درست نہیں

چار چیزوں کے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی۔

۱۔ بھوک۔ ۲۔ غریبی۔ ۳۔ قناعت۔
۴۔ ذلت

(حضرت سہیل تستری علیہ الرحمۃ)

حضرت جنید اور ایک چور

ایک شب میں ایک چور سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے گھر میں داخل ہوا۔ بہت تلاش و جستجو کی لیکن اسے ایک پیراہن کے علاوہ کچھ بھی نہ مل سکا۔ مجبوراً وہی پیراہن لے کر چلا گیا۔ دوسرے روز آپ بازار سے گذر رہے تھے تو اسی پیراہن کو آپ نے ایک دلال کے پاس دیکھا وہ اسے بیچ رہا تھا اور خریدار کھڑا کہہ رہا تھا کہ مجھے کوئی ایسی گواہی چاہیئے جس سے اطمینان ہو جائے کہ واقعی یہ بائع کی ملکیت کا پیراہن ہے یہ ثبوت مل جانے پر میں خرید سکوں گا۔ حضرت جنید بغدادی نے دونوں کی گفتگو سنی تو آگے بڑھ کر فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ بیچنے والے کا ہی ہے۔ چور آپ کے اس طرز کلام سے حیرت میں ڈوب گیا۔ پھر آپ کی خدمت میں شرمسار حاضر ہوا اور آپ کے سامنے توبہ کی۔

حضرت ذو النّون مصری علیہ الرحمہ کی نماز

حضرت ذو النون مصری علیہ الرحمۃ نماز عصر پڑھ رہے تھے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں بھی اتفاق سے ان کی اقتدا میں شریک نماز تھا۔ آپ نے ”اللہ اکبر“ کہا تو اللہ (اسم اعظم) ادا کرتے وقت آپ پر اس قدر ہیبت الٰہی طاری ہوئی کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ کے جسم سے روح نکل چکی ہے۔ اور جب زبان سے ”اکبر“ کہا تو میرا دل تکبیر جلالت و ہیبت سے دہل گیا۔

حضرت سلیمان دارانی کا خوف الٰہی

حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے ایک نہایت متقی بزرگ اور خدا ترس درویش تھے جب کبھی آپ کے سامنے گناہ و معصیت کا تذکرہ ہوتا تو آپ زارو قطار رونے لگتے۔ اور ارشاد فرماتے کہ۔

"خدا کی قسم اطاعت میں اپنی لغزشیں اور خطائیں ہوتی ہیں کہ معصیت کے تصور ہی سے کانپ جاتا ہوں۔ تم لوگوں کو حیرت ہے کہ اپنی اس حالت کے باوجود میں اس طرح کیوں اتنا روتا ہوں۔ سنو! میں نے اس قدر گناہ کئے ہیں کہ میں جتنا بھی روؤں اتنا ہی کم ہے۔ ماضی میں زندگی جس طرح خدا کی یاد سے غفلت میں بسر کی ہے اس کا تصور رونے کے لئے کیا کچھ کم ہے۔ دل کو غور و فکر اور احتساب اور آنکھوں کو رونے کی عادت ہونی چاہیئے۔ ممکن ہے اللہ عزوجل کی شان مغفرت جوش میں آجائے اور یہ ندامت و شرمساری قبول ہوجائے ورنہ آدمی کے گناہ اسکو پوری طرح تباہ کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں، خدا ہم کو اپنی یاد میں محو رہنے کی توفیق دے" یہ کہہ کر آپ پھر رونے لگے۔

حضور مجاہد ملت کا بقیہ صفحہ ۱۸ سے آگے

مجاہد ملت کو اس بارے میں بہت ہی سخت پایا، وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی ہاں میں ہاں ملائی جائے یا خواہ مخواہ ہی وہ دوسرے کی ہر اچھے برے بر صاد کریں، ان کا اصول یہ تھا کہ حق جہاں آیا وہاں جھک گئے، اور دوسرے کو جھکانے کی کوشش کی، اسی لئے میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قریب ہوئے اور دور ہوگئے، محض یہ سوچ کر ان کی راہ پر چلنا دشوار اپنی راہ پر دشوار، جہاں تک میرا تجربہ ہے، آرام پسند طبیعتوں کا ان کے دوش بدوش چلنا ناممکنات سے ہے، وہ کہنے کو رئیس تھے مگر فی الواقع مجاہد تھے جس میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں تھا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ معارف حدیث صفحہ ۲۰ سے آگے

معصیت، بے راہروی طغیان و سرکشی میں مبتلا ہو جائے تو اس کے دنیوی نتائج بد سے بچنے کی صرف یہی سبیل ہے کہ آدمی خود بھی اطاعت گذار رہے اور دوسروں کو فرماں شعار اور وفا گیر بنانے کی حتی الامکان جدوجہد کرے۔

ہمت کی روح اور عزم کی قوت کا سہارا لے کر قیام حق و دفع باطل کی راہ میں پامال ہونے سے منہ نہ موڑے۔ ورنہ پھر سنت الٰہیہ اگر بے نقاب ہوئی تو دنیا میں وہ لوگ بھی اس برق خاطف کی زد سے مستثنیٰ نہیں گردانے جائیں گے جو دوسروں کی ہدایت وارشاد سے منہ موڑ کر صرف اپنی ذات تک جدوجہد پر تکیہ کر بیٹھے

ہاں بسا اوقات ہر پر اصلاح و تعمیر کی تصویر کھینچنے اور فساد و تخریب کو ہٹانے کی مقدور بھر جدوجہد کے باوجود بھی جو قوم طغیان و معاصی کے دلدل سے نہ نکلے اور رشد و طاعت نہ اپنائے اس پر قہر عذاب مسلط کر دیا جانا یقینی ہے مگر اقامت حق کے لئے جدوجہد کے باوجود بھی جو قوم طغیان و معاصی کے دلدل سے نہ نکلے اور رشد و طاعت نہ اپنائے اس پر قہر عذاب مسلط کر دیا جانا یقینی ہے۔۔۔ مگر اقامت حق کے لئے جدوجہد کرنے والے افراد و اشخاص اس عذاب سے محفوظ و مامون رہتے ہیں جس کی روشن تائید انبیاء سابقین اور ان کی امت دعوت کے واقعات ہیں۔

ایجنسیاں متوجہ ہوں

ادارہ پاسبان بڑی آب و تاب سے

"اکابر ملت نمبر"

کی اشاعت کر رہا ہے جو عنقریب مارکیٹ میں آجائیگا ایجنسیاں اپنا آرڈر پہلے سے بک کرالیں اور اب تک جو شائقین خریدار نہ ہوئے ہوں وہ پاسبان کے خریدار ہو جائیں تاکہ "اکابر ملت نمبر" نصف قیمت پر حاصل کر سکیں۔ ایجنسیوں کو معقول کمیشن دیا جائیگا۔

منیجر: آفس پاسبان الہ آباد ۳

سوانح مجاہد ملت کے لئے

ہمیں پاسبان کے پرانے فائل کی ضرورت ہے

حضور مجاہد ملت کی سوانح پر میرا ایک مضمون پاسبان میں قسط وار شائع ہوتا تھا اس کی کچھ کاپیاں میرے پاس محفوظ ہیں جو بے ترتیب ہیں۔ پاسبان کے پرانے خریداروں سے میری گزارش ہے کہ اگر وہ کاپیاں ان کے پاس محفوظ ہوں تو مجھے عاریتہً بھیجدیں۔ مضمون نقل کر کے اصل کاپی ان کو واپس کر دی جائے گی۔ میں سوانح مجاہد ملت پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ کا اس طرح کا تعاون میرے لئے تقویت کا باعث ہوگا۔

منتظر کرم
مشتاق احمد نظامی

علامہ نظامی کا ترتیب دیا ہوا

بچوں کیلئے انتہائی مفید اور معلوماتی نصاب تعلیم

نسیم رحمت ۳ حصے — فردوس ادب ۴ حصے

تقسیم ہند کے بعد مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم عمومی جمعیۃ العلماء ہند دہلی نے جب اپنے نصاب تعلیم کو سنی مکاتب پر مسلط کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اس وقت اپنا کوئی نصاب نہیں تھا۔ تب حالات کے پیش نظر حضرت علامہ نظامی نے نسیم رحمت اور فردوس ادب جیسے بیش بہا نصاب تعلیم کو مرتب فرمایا تھا جس میں زبان اور ادب کی رعایت کرتے ہوئے سنی عقائد اور معمولات و مراسم کو سمیٹنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ یہ نصاب بے شمار سنی مدارس و مکاتب میں داخل نصاب ہے اگر آپ بھی اپنے معیار تعلیم کو اونچا کرنا چاہتے تو نسیم رحمت و فردوس ادب کے مطلوبہ آرڈر سے ہمیں مطلع کیجئے۔ (ادارہ)

نسیم رحمت ۳ حصے قیمت :- چار روپے پچاس پیسے — فردوس ادب ۴ حصے قیمت :- پانچ روپے پچہتر پیسے

ملنے کا پتہ : **مکتبہ پاسبان الہ آباد ۳**

جہیز کی رسم ایک جائز، محمود اور مستحسن رسم ہے، لیکن یہی رسم جب تلک کا روپ اختیار کر لیتی ہے تو مذموم اور قبیح بن جاتی ہے یہ رسم قبیح آج سماج کے لئے ایک لعنت بن چکی ہے، خدا ان لعنتوں سے بچائے ۔ آمین ۔

یہ لعنت سماج میں کس طرح بار پاگئی اسکے بارے میں کوئی یقینی اور حتمی بات نہیں کہی جاسکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ شروع شروع جب کوئی لڑکی رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو کر اپنے باپ کے گھر سے رخصت ہو رہی ہوگی تو چونکہ وہ زندگی کی ایک نئی راہ پر قدم رکھ رہی ہے ایک نیا گھر بسانے جا رہی ہے اس لئے اس موقع پر اسکے والدین اسے کھانے پکانے کیلئے کچھ برتن، پہننے اور اوڑھنے کیلئے کپڑے اور دیگر ضروریات کے لئے کچھ پیسے وغیرہ دیکر اُسے رخصت کیا کرتے ہونگے ۔ گویا جہیز والدین کی طرف سے ایک اقتصادی مدد تھی جو رفتہ رفتہ رواج بنتی گئی اور آج یہی رواج نہایت مذموم اور کریہہ صورت میں معاشرے پر اثر انداز ہے ۔ اس نے ہم سے خوشیاں چھین لی ہیں اور اس کے بدلے میں ایک دائمی کرب اور ایک ناقابل برداشت اذیت دیدی ہے ۔ آج ہم مجبور ہیں کہ بیٹی کو زیادہ سے زیادہ جہیز دینے کیلئے اپنی تمام انرجی داؤں پر لگادیں، اپنی تمام زمین جائداد رہن رکھدیں، اپنے دوکان کا سارا اثاثہ بیچ ڈالیں، یہاں تک اپنی عزت و آبرو بھی نیلام پر چڑھادیں ۔ کیونکہ اسکے بغیر ہم داماد نہیں حاصل کر سکتے ۔

آج حوا کی کتنی ہی بیٹیاں ایسی ہیں جنہیں حسن و جمال کے ساتھ ساتھ خاندانی وجاہت بھی حاصل ہے اور وہ تعلیم یافتہ بھی ہیں اسکے باوجود ابھی تک انکے ہاتھ پیلے نہیں ہو سکے ۔ ابھی تک انکے گلستان دل میں بہاریں نہیں آئیں ۔ ابھی تک وہ زندگی کا طویل سفر بغیر کسی رفیق سفر کے یکہ و تنہا طے کر رہی ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ ان زہرہ جمالوں کو آخر کوئی شوہر کیوں نہیں مل سکا ؟ یہ سراپا رنگ و نکہت لڑکیاں ابتک بیاہی کیوں نہ گئیں ؟ اس لئے کہ انکے والدین داماد کی فرمائش پوری کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ۔ یہ اپنے داماد کو اسکوٹر نہیں دے سکتے ۔ ٹی وی سیٹ اور ٹیپ رکارڈر کے لئے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ انکے پاس اتنی پونجی بھی نہیں کہ یہ اپنی لڑکی کو جہیز میں صوفہ سیٹ، ڈرائنگ روم سیٹ اور بیڈ روم سیٹ وغیرہ دے سکیں ۔ غضب کی بات تو یہ ہے کہ اگر ان مجسمۂ حسن و لطافت ناکتخداؤں کو کوئی شوہر غلطی سے مل بھی گیا تو ان کی ازدواجی زندگی نہایت تلخ گذرتی ہے اور یہ تلخیاں روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہیں ۔ جہیز کی کمی کے سبب یہ ہر دم ہدف ملامت بنتی ہیں ۔ سسرال میں انکو کوئی مقام مل نہیں پاتا ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سسرال کا ماحول انھیں کاٹنے دوڑتا ہے ۔ یہ ہر دم اداس اور ملول رہنے لگتی ہیں ۔ چپکے چپکے رونا ان کا مقدر بن جاتا ہے، ہر دم آہیں بھرنا ہر دم سسکیاں لینا انکی عادت ہو جاتی ہے، یہ ہر دم غم کھاتی رہتی ہیں اور پھر ایک دن غم ہی انھیں کھا جاتا ہے ۔ یہ پیوند زمین ہو جاتی ہیں ۔

یہ صورت حال اگر صرف اس قوم میں ہوتی جہاں لڑکیوں کو وراثت میں کوئی حصہ نہیں ملتا تو ہم سمجھتے کہ لڑکیوں کو باپ کی جائداد سے انکے مرنے کے بعد چونکہ کچھ ملنے والا نہیں ہے اس لئے تلک اور جہیز کے نام پر انکی زندگی ہی میں اتنا کچھ لے لو کہ ان کی وراثت سے محرومی کی حسرت نکل جائے، لیکن یہ عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ خواتین جہیز کی لعنت اب اس معاشرت میں بھی فروغ پا رہی ہے، جہاں لڑکیاں باپ کی جائداد سے ترکہ پاتی ہیں، جہاں حکم

خداوندی ہے کہ جب کسی کو اپنی زوجیت میں لو تو پہلے ان کا مہر ادا کردو۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ لڑکیوں کو مہر ادا کے بجائے اُلٹا انھیں سے نقد رقم وصول کی جاتی ہے اور لڑکے کی قیمت اسی طرح لگائی جاتی ہے جس طرح بازار میں بھیڑ بکریاں بکتی ہیں۔ میٹرک دس ہزار، آئی۔ اے پندرہ ہزار، بی اے بیس ہزار، ایم۔ اے پچیس ہزار اور اگر لڑکا ڈاکٹر یا انجینئر بھی ہے تو ایکدم سے پچاس ہزار ——— ٹی۔ وی سیٹ، موٹر سائیکل، ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ اسکے علاوہ ——— گویا لڑکا بھی ایک مال تجارت ہے جو چاہے خریدلے۔

پہلے رفیقہ حیات کا انتخاب کرتے وقت لوگ حسن و جمال دیکھا کرتے تھے۔ دینداری اور شرافت معیار قبول بنتی تھی۔ اب نہ دینداری اور شرافت دیکھی جاتی ہے، نہ خاندان اور نہ حسن و جمال لڑکی چاہے جس قماش کی ہو اور جیسی بھی صورت لیکر آئے، لیکن آئے دولت لے کر۔ اور اگر وہ اپنے ساتھ ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر بھی لا رہی ہے تو کیا کہنا ——— چنانچہ آپ کو ایسی شادیوں میں شرکت کا اتفاق ضرور ہوا ہوگا جہاں چندے آفتاب چندے ماہتاب لڑکے کے ساتھ ایک چڑیل سی لڑکی بیاہ دی گئی لیکن چونکہ وہ اپنے ساتھ جہیز کے کافی سامان لیکر آئی تھی اس لئے ساس نندیں اس پر واری جارہی ہیں۔

آپ کو اخبارات میں ایسی خبریں بھی پڑھنے کو ملی ہونگی کہ ایک بارات اس لئے واپس ہوگئی کہ لڑکے کو جو گھڑی دی گئی تھی وہ کم قیمتی تھی۔ ممکن ہے یہ خبر بھی آپ تک پہنچی ہو گی کہ ایک ساس نے بہو کو زہر دیکر مار ڈالا، اور ایک خُسر بہو کو قتل کرنیکے جرم میں ماخوذ ہوا، زہر دینے اور قتل کرنیکی وجہ صرف یہ تھی کہ بہوئیں اپنے ساتھ جہیز کم لائی تھیں۔

اب ایک خبر اور سماعت فرمایئے۔ ایک نوجوان کے دل میں سماج کی ان بدنصیب لڑکیوں کیلئے ترحم کا جذبہ بیدار ہوا اور اس نے طے کرلیا کہ وہ جہیز کی فرمائش کئے بغیر ہی شادی کریگا۔ اس کے والد کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے لڑکے کو سخت ڈانٹ بتائی۔ اس نے کہا " میں نے تمہاری تعلیم پر بیدریغ دولت صرف کی ہے، اگر تم نے سسرال والوں سے وہ رقم وصول نہیں کی تو پھر تمہاری تعلیم پر صرف کی گئی رقم واپس کیسے ہوگی؟

غرض لڑکی کی شادی ایک مسئلہ بن گئی ہے اور اگر جلد اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں نکالا گیا تو وہ دن دور نہیں جب ایّام جاہلیت کی طرح لڑکیاں دھرتی کا ایک بوجھ تصور کی جانے لگیں ———

وطن کے غیرت مند نوجوانو! آخر تم کب تک صورت حال کے سامنے سپر انداز رہو گے؟ طوفان کا رخ موڑنے کیلئے اٹھ کھڑے ہونے کی جرأت تم میں کب پیدا ہوگی؟ ملک و ملت کے مفاد کیلئے جہیز کی لعنت کے خلاف تم کب صف آرائی کروگے؟ آہ عورت کی ناقدری! جو عورت بھگت سنگھ اور اشفاق اللہ خان جیسے جانبازان وطن کو جنم دے۔ جسکی آغوش میں گاندھی اور مولانا آزاد جیسے محبان وطن پرورش پائیں۔ جس عورت کو ٹیگور اور اقبال جیسے نواسنجانِ حریت کی ماں بننے کا شرف حاصل ہے۔ جو سادھوؤں اور سنتوں کی بھی ماں ہے۔ درویشوں اور فقیروں کی بھی ماں ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ اولیائے کرام اور پیغمبران عظام کی بھی ماں ہے، اس کی اس درجہ ناقدری؟ ایسی ذلّت؟ خدا کی پناہ!

پہلے بھی تم ہی نے عورتوں کو سماج کا ایک قابل احترام عنصر مان کر ان کو مقام بلند عطا کیا تھا۔ پہلے بھی تم ہی نے انکے لئے دنیا میں زندگی گذارنے کا حق تسلیم کیا تھا۔ انکے لئے وسائل حیات فراہم کئے تھے اور انکو آسائشیں بہم پہنچائی تھیں۔ آج پھر ضرورت ہے کہ تم ایسے لوگوں کے خلاف طبل جنگ بجادو جو عورتوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے، جنکے یہاں عورتوں کی کوئی قیمت نہیں رہ گئی ہے اور یہ بات تبھی ممکن ہے جب ہم جہیز کی لعنت کے خلاف صف آرا ہو جائیں ——— خدا تمہیں جہیز کی لعنت کے خلاف صف آرائی کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین

سلطان المناظرین کا بقیہ صفحہ ۱۷ سے آگے

دیتے رہیں گے تاکہ قارئین پاسبان کی معلومات میں اضافہ ہو اور مناظروں سے متعلق جو اغیار کے غلط پروپگنڈے ہیں اسکا ازالہ بھی ہوتا رہے، مگر اس سلسلہ میں ہم ناظرین کی رائے چاہتے ہیں اگر یہ عنوان پسندیدہ ہو تو اس کو ہم چلاتے رہیں ورنہ پاسبان کو مضامین کی کمی نہیں اگر بچے ہوئے مضامین دوسروں کو دے دیئے جائیں تو دو رسالہ مرتب ہو جائے۔

حضرت علامہ مفتی شفیق احمد صاحب شریفی
دارالعلوم غریب نواز

باب الاستفتاء

سوال۔ ماہ ربیع الاوّل شریف کی بارہویں تاریخ کو خوشیاں منانا کیسا ہے نیز محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں۔

الجواب۔ ماہ ربیع الاوّل شریف کی بارہویں تاریخ کو خوشیاں منانا جلوس نکالنا میلاد رسول منانا یہ سب جائز و مستحسن ہیں۔ ان سے وہی روکیگا جو تعظیم رسول ہی سے بیزار ہوگا جیسے علماء سو وہابی دیوبندی لیکن چونکہ یہ موقع خوشی کا ہے بلکہ یہ سارے لوگوں کیلئے عید اکبر ہے۔

ہذا احسن یہ ہے کہ اس ماہ ربیع الاوّل میں غم و ماتم نہ کرے مجمع بحار الانوار میں ہے کہ ماہ ربیع الاوّل شریف۔ خوشی و شادمانی اور سرچشمۂ انوار رحمت کا زمانہ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم وفات کے ساتھ مکدر نہ کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ عورتیں آرائش کیلئے مسّی کا استعمال کرتی ہیں۔ نیز سیاہ مسّی لگانا کیسا ہے۔

الجواب۔ مسّی کسی بھی رنگ کی ہو عورتوں کے لئے جائز ہے ہاں روزہ کی حالت میں منع ہے کما رد المحتار واللہ اعلم۔

سوال۔ عمامہ باندھکر شملہ کہاں تک چھوڑنا چاہیئے۔

الجواب۔ شملہ کا کم از کم مقدار چار انگل ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشستگاہ تک کی رخصت دی یعنی اسقدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس تک پہنچا اور زیادہ رائج یہی ہے۔ نصف سے زائد نہ ہو اسعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اوّل مقدار عذبہ چہار انگشت است وتطویل آں متجاوز از نصف ظہر بدعت است۔ واللہ اعلم

سوال۔ عورتوں کو کن کن لوگوں سے پردہ کرنا چاہئے۔

الجواب۔ جیٹھ۔ دیور، پھوپھا، خالو، چچازاد، ماموں، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں بلکہ ان کا ضرر بیگانوں کے ضرر سے زائد ہے کہ غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت بیگانے آدمی سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی اور ان سے لحاظ ٹوٹا رہتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے سے منع فرمایا۔

ایک صحابی انصاری عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیٹھ اور دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جیٹھ اور دیور تو موت ہیں رواہ احمد و بخاری۔

اسی طرح اجنبی مرد نیز ان تمام مردوں سے جس سے ان کا نکاح شرعاً جائز ہو پردہ واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ جانوروں کا خصی کرانا کیسا ہے۔

الجواب۔ جانوروں کی خصی کرنے سے اگر کوئی منفعت جائزہ مقصود ہو یا گوشت اچھا ہونا جیسے بیل بکرے وغیرہ میں مقصود ہوتا ہے یا شرارت دفع کرنے کے لئے جیسا کہ گھوڑے وغیرہ میں قصداً کیا جاتا ہے جب تو جائز ہے ورنہ حرام فی درمختار واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت آسی علیہ الرحمہ

نہ میرے دل نہ جگر پر نہ دیدۂ تر پر
کرم کرے وہ نشانِ قدم تو پتھر پر

تمہارے حسن کی تصویر کوئی کیا کھینچے
نظر ٹھہرتی نہیں عارض منوّر پر

کسی نے لی رہ کعبہ کوئی گیا سوئے دیر
پڑے رہے تیرے بندے مگر ترے در پر

گناہ گار ہوں میں واعظو تمہیں کیا فکر
مرا معاملہ چھوڑو شفیع محشر پر

ان ابروؤں سے کہو کشتنی میں جان بھی ہے
اسی کے واسطے خنجر کھنچا ہے خنجر پر

پلا دے آج کہ مرتے ہیں رند اے ساقی
یہ کیا ضرور کہ جلسہ ہو حوض کوثر پر

صلاحیت بھی تو پیدا کرائے دل مضطر
پڑا ہے نقش کف ہائے یار پتھر پر

وفورِ جوشِ ضیا اور ان کے دانتوں کا
حباب گنبد گردوں ہے آب گوہر پر

اخیر وقت ہے آسی چلو مدینے کو
نثار ہو کہ مرو تربت پیمبر پر

جناب عبدالرشید انجم اعظمی

غزل

اب حادثۂ غم کا کوئی دار نہیں ہے
کیا گردشِ ایام فسوں کار نہیں ہے

جس غم کا تیرے کوئی طلب گار نہیں ہے
وہ ہم کو عطا ہو ہمیں انکار نہیں ہے

کیا اہلِ جنوں وضعِ جنوں چھوڑ چکے ہیں
زنجیرِ جنوں کی کہیں جھنکار نہیں ہے

ہاں مشقِ ستم شوق سے فرمائیں وہ لیکن
دل ترکِ محبت کا روادار نہیں ہے

کیا فصلِ بہاراں سے ہوں ابنائے وطن شاد
وہ کون سی ہے شاخ جو تلوار نہیں ہے

وہ پھول نہیں حاصلِ رنگینیٔ گلشن
جس پھول کے پہلو میں کوئی خار نہیں ہے

کانٹوں سے جو ہو پیار تو اک بات ہے ورنہ
مہکے ہوئے پھولوں سے کسے پیار نہیں ہے

آجاؤ کہ کچھ دیر بہل جائے غمِ دل
دنیا میں مرا کوئی بھی غمخوار نہیں ہے

انجم کو ہے تم سے گلۂ تلخ نوائی
پہلی سی وہ شیرینیٔ گفتار نہیں ہے

کچھ اپنی باتیں

علامۂ نظامی کی قیادت میں بھیونڈی شمع نگر جامع مسجد کی سنگِ بنیاد

محلہ شمع نگر بھیونڈی کو یہ شرف حاصل ہے کہ شاخ سنی تبلیغی جماعت، بھیونڈی کا وہ مرکز ہے جہاں سے تبلیغ و اصلاح کی خاطر سنی تبلیغی جما[عت]
کے وفود نکلتے ہیں۔ جناب محمد انور علی صاحب جیسی فعال و متحرک شخصیت نے یہیں جماعت کا چراغ روشن کیا اور جس مسجد کو اپنا مرکز بنایا خدا کی رحمتو[ں]
و برکتوں سے اب اس کی تعمیر جدید کا وقت آگیا۔ چنانچہ ۲۸ اکتوبر ۸۳ء بروز جمعہ علامہ نظامی کی قیادت میں اس کی سنگ بنیاد جس میں سنی تبلیغی
جماعت کے آفس کے علاوہ مہمان خانہ اور کتب خانے کے لئے کمرے نکالے جائیں گے۔

علامہ نظامی نے نماز جمعہ سے پہلی تقریر فرمائی اور دار العلوم غریب نواز کے فارغ عالم مولانا محمد حسین صاحب جو متعینہ امام ہیں، انھوں نے نماز پڑھائی۔ ۳ بجے سنگ بنیاد رکھی گئی۔ دار العلوم دیوان شاہ کے ناظم اعلیٰ مخدوم گرامی عالی مرتبت حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ نے دعا مانگی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام مجتبیٰ اشرف صاحب نے اہل محلہ کو مبارکباد پیش کی۔ شب کے اجلاس میں پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی اور مولانا حسن رضا خاں صاحب نے خطاب فرمایا۔ پیر طریقت الحاج مرشد عبد الغفور صاحب نے خصوصیت سے شرکت فرمائی۔

دار العلوم محبوب سبحانی، بمبئی

عروس البلاد بمبئی جیسے طویل و عریض شہر میں جتنی بھی عربی دینی درسگاہیں ہوں وہ کم ہیں کچھ اسی طرح کا داعیہ تھا کہ چند علم دوست [illegible] نے دار العلوم محبوب سبحانی کی داغ بیل ڈالی اور وہ درسگاہ طلبا کے ہجوم اور اساتذہ کی کثرت تعداد سے باغ و بہار ہے جس کا شمار ایک معیاری درسگاہ میں کیا جاتا ہے برادرم اصغر سیٹھ جنھوں نے دولت کی گود میں آنکھ کھولی اور اپنے والد مرحوم سیٹھ طیب کی زندہ یادگار ہیں وہی اس علمی درس کے روح رواں ہیں اور یہ قافلہ انھیں کی نمایندگی میں آگے بڑھ رہا ہے، خدائے قدیر اسے آسیب روزگار سے محفوظ رکھے آمین (اگلے شمارے میں تفصیلی تذکرہ ملاحظہ فرمائیں!)

مشتاق احمد

بہار ایجوکیشن بورڈ نے دار العلوم غریب نواز کی اسناد کو تسلیم کرلیا

عربی درسگاہوں اور علمی حلقوں میں یہ خبر انتہائی مسرت سے پڑھی جائے گی کہ بہار گورنمنٹ نے دار العلوم غریب نواز کی جملہ اسناد کو تسلیم کرلیا۔ دار العلوم غریب نواز کے بہاری طلبا بہت ہی ذہنی اضطراب و کشمکش میں مبتلا تھے لیکن دار العلوم غریب نواز کے پرنسپل حضرت مولانا شفیق احمد صاحب جب یہ خبر لائے تو طلبا میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور اسی شب میں طلبا نے جشن مسرت منایا۔

دار العلوم کے اساتذہ، طلبا و اراکین حضرت علامہ ارشد قادری، عالیجناب مشتاق احمد صاحب عرف منّا ایم۔ ایل۔ اے مولانا مفتی عبد الواجد صاحب، حضرت ضیا رجالوی اور مولانا حسن رضا خاں صاحب کے ممنون کرم ہیں کہ ان کی جد و جہد سے کامیابی حاصل ہوئی نیز ایجوکیشن بورڈ کی روشن خیالی اور فراخدلی اور حق پسندی پر ہم انھیں ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں کہ شمالی ہند کی معیاری درسگاہ جس اعزاز کی مستحق تھی اسے اس کا حق مل گیا۔

انوار احمد نظامی
ناظم اعلیٰ دار العلوم غریب نواز الہ آباد ۳

بمبئی مدینہ مسجد میں سُنّی تبلیغی جماعت کے زیرِ اہتمام ادارہ شرعیہ کا قیام عمل میں آگیا

پاسبان کے گزشتہ شمارہ میں اس کا اعلان کیا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ مسعود و مبارک گھڑی آئی اور ۱۴؍ نومبر ۱۹۸۳ء سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام موسیٰ قلعدار اسٹریٹ، متصل بھائیکلہ ریلوے اسٹیشن مدینہ مسجد کے وسیع کمرے میں زیر قیادت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی بشمول علماء مشائخ، ائمہ مساجد و عمائد اہلسنت ادارہ شرعیہ کا قیام عمل میں آیا جس کے قیام سے بمبئی کے گوشے گوشے میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ ادارۂ شرعیہ گویا ہر سُنّی مسلمان کے دل کی آواز ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا، لاکھوں مسلمانوں کے نہاں خانۂ دل میں کوئی آرزو جنم لے چکی تھی اور حضرت علامہ نظامی صاحب نے اسے اپنی آغوشِ محبت میں لے لیا۔ اس وقت بمبئی کے عام مسلمانوں کی زبان پر ادارۂ شرعیہ کا چرچا ہے۔ سید العلماء مولانا سید آل مصطفےٰ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے بعد اس کی بڑی کمی پائی جا رہی تھی جسے حضرت نظامی صاحب نے بڑی شدت سے محسوس کیا تھا جناب محسن خاں صاحب قریشی مدینہ مسجد نے زیر تعمیر مدینہ مسجد میں حضرت نظامی صاحب کو ایک کمرہ دینے کا وعدہ کیا تھا اور بعد تعمیر محسن خاں صاحب نے حسب وعدہ کمرہ دیا۔ جسے نظامی صاحب قبلہ نے سنی تبلیغی جماعت کو دے کر اسی کے زیر اہتمام ادارۂ شرعیہ قائم کر دیا یہی وہ مخلصانہ کارگزاریاں ہیں جن سے علامہ نظامی کے جماعتی ذہن و فکر کا اندازہ ہوتا ہے۔ ادارۂ شرعیہ کے اجلاس میں مختلف صوبوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ ناسک سے مولانا صفی عالم صاحب سری رام پور، احمد نگر سے مولانا الحاج امداد علی صاحب، کرناٹک سے مولانا سید الحق صاحب مدرسہ عربیہ دستگیریہ ہملنڈ گوڑ اور سنگیر سے مولانا مشتاق احمد صاحب اور مولانا الحاج زین العابدین صاحب نے شرکت فرمائی۔ جناب محمد داؤد صاحب رضوی کے سوال پر فقیہہ عصر حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب قبلہ نے مسئلہ حیات النبی پر سب سے پہلا فتویٰ ادارۂ شرعیہ کے رجسٹر پر تحریر فرمایا اور پیر طریقت حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب گلشن چشت اجمیر شریف بورڈ کی نقاب کشائی فرمائی اس وقت پوری فضا نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت اور ادارۂ شرعیہ زندہ باد کے نعروں سے گونج رہی تھی۔

خطاب فرمانے والے حضرات ـــ

حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب۔ حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب، حضرت مولانا امداد علی صاحب، حضرت مولانا مقصود علی خاں صاحب، حضرت صفی عالم صاحب، حضرت مولانا وارث جمال صاحب، حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب حضرت مولانا عبدالحقیق صاحب کوثر نظامی معتمد ادارۂ شرعیہ، خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، عالیجناب محسن خاں صاحب، جناب عنایت اللہ صاحب، و جناب محمد داؤد صاحب رضوی نے اپنی جد و جہد سے اجلاس کو کامیاب بنایا۔ علماء و ائمہ مساجد کی شرکت نے اجلاس کو چار چاند لگایا، سنی تبلیغی جماعت و ادارۂ شرعیہ زندہ باد و پائندہ باد۔

ادارہ شرعیہ بمبئی میں مولانا عبدالحقیق صاحب کوثر نظامی کا تقرر

مدینہ مسجد ادارہ شرعیہ میں بحیثیت معتمد و ناقل فتویٰ حضرت مولانا عبدالحقیق صاحب کوثر نظامی کا تقرر کر دیا گیا تاکہ ادارۂ شرعیہ معطل نہ رہے، تدریجاً فعال متحرک ہوتا رہے جب تک کہ ادارۂ شرعیہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو جائے۔ اس وقت تک پانچ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ کی ذمہ داری شاخ سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی نے منظور کیا ہے جس کا اعلان شاخ سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی کے صدر محترم حضرت مولانا امام علی صاحب نے نعروں کی جھنکار میں مائک پر کیا اور جناب سیٹھ محمد ابراہیم صاحب لکڑ والے کھانے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ جس کا اعلان ملک محمد ایوب نے کیا۔

سب سے پہلے اسماعیل بھائی جوتے والے نے "درمختار، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ" کی نذر گزاری۔ سلطان بھائی نے فتاویٰ عالمگیری اور بعض دوسری کتابوں کے لئے ایک ہزار روپئے عنایت فرمائے۔ شاخ سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی کے سکریٹری محمد انور علی صاحب نے علماء کی گل پوشی کی۔ جناب محسن خاں صاحب، عنایت اللہ صاحب اور محمد داؤد رضوی نے ادارۂ شرعیہ کی طرف سے پھول ہار پیش کیا۔ حضرت علامہ نظامی صاحب قبلہ نے اناؤنسری کے فرائض انجام دیئے۔

پٹنہ میں سنی تبلیغی جماعت کی عظیم الشان کانفرنس

بہار کے دارالسلطنت عظیم آباد، پٹنہ میں ۲۹ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعرات، کل ہند سنی تبلیغی جماعت کی عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب، سند المدرسین مولانا شفیق احمد صاحب، خطیب ہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں صاحب، مفکر اسلام حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب نے خطاب فرمایا۔

یہ پٹنہ کا پہلا اجلاس ہے کہ سنی تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم سے ابطال باطل و احقاق حق کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا گیا۔

شرکاء خصوصی:-

صوفی سید شاہ سلیم الدین احمد صاحب منعمی، صوفی خواجہ شاہد حسین صاحب، صوفی سید شاہ فرید الحق صاحب عمادی، صوفی شاہ حسن علی صاحب حسنی، صوفی سید برہان احمد صاحب ابوالفیاضی، مولانا عبد الواحد صاحب قادری، مولانا سید رکن الدین صاحب اصدق، صوفی محمد داؤد حسین صاحب مصباحی، مولانا محمد یوسف صاحب امام جامع مسجد، صوفی الحاج سید کمال شاہ نقشبندی، حافظ محمد عنایت اللہ صاحب، سید محمد مظہر الحق صاحب رضوی خسرو عمادی۔

نوٹ: علامہ مشتاق صاحب نظامی اپنی علالت کے باعث شریک اجلاس نہ ہوسکے، اس لئے سنی تبلیغی جماعت کا انتخاب عمل میں نہ آسکا، علامہ نظامی بہت جلد اسی مقصد سے پٹنہ تشریف لے جائیں گے۔

ادارۂ شرعیہ پٹنہ کا انتخاب جدید

فخر اماثل حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال سے ادارہ شرعیہ میں ایک خلا پیدا کر دیا تھا، ہالینڈ کی واپسی پر حضرت علامہ ارشد القادری کی دعوت پر بہار کے گوشے گوشے سے سیکڑوں علماء و نمایندے پٹنہ تشریف لائے اور ایک بہت ہی خوشگوار ماحول میں ادارہ شرعیہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

حضرت مولانا مفتی انیس عالم صاحب	امین شریعت
حضرت علامہ ارشد القادری	سربراہ اعلیٰ
حضرت مولانا محمود احمد صاحب	صدر
حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب	ناظم اعلیٰ
حضرت مولانا ضیاء الہدیٰ صاحب	ناظم نشر و اشاعت
حضرت مفتی برہان الحق صاحب قبلہ	سرپرست اعلیٰ
علامہ اختر رضا خاں صاحب	سرپرست
مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی	"
مولانا سید مظفر حسین صاحب	"
مولانا سید شاہ اسرار الحق صاحب	"

نوٹ: علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب و مولانا شفیق احمد صاحب نے اشرفیہ مبارکپور و دارالعلوم غریب نواز الٰہ آباد کی نمائندگی کی۔

دارالعلوم معین الاسلام تھام کی مسجد کا افتتاحی اجلاس

دارالعلوم معین الاسلام جو گجرات میں اہلسنت کا معیاری ادارہ ہے۔ ۳۱ دسمبر و یکم جنوری اس مسجد کا عظیم الشان افتتاحی اجلاس منعقد ہو رہا ہے جس میں یوپی، بہار، گجرات، مہاراشٹر کے شہرہ آفاق علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں۔ تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

(حاجی) ولی محمد گورجی ناظم اعلیٰ

حضرت مولانا صوفی محمد علی صاحب نوری
ہبلی کرناٹک

باب الاعمال والنقوش

مرگی کیلئے جس شخص کو مرگی کا عارضہ ہو اس کے لئے ایک تانبے کے ٹکڑے پر اتوار کے دن صبح کے وقت یعنی سورج چڑھنے کے ایک گھنٹہ کے اندر یہ آیات اس پر لکھے یا قہار انت الذی لا یطاق انتقامہ یا قہار۔ اور دوسری طرف یہ لکھے یا مذل کل جبار عنید بقہر عزیز سلطانہ یا مذل انشاء اللہ اس تختی کے گلے میں باندھنے کے بعد مرگی کا دورہ نہ ہوگا

دیوانے کتے کے کاٹنے کا علاج جس شخص کو دیوانے کتے نے کاٹ لیا ہو اور اس شخص کے دیوانہ ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑے پر لکھے اور ہر روز اس شخص کو ایک ایک ٹکڑا کھانے کو دیا جائے آیت کریمہ یہ ہے انہم یکیدون کیدًا واکید کیدًا فمہل الکفرین امہلہم رویدًا ہ

برائے چیچک اگر کسی کو چیچک کی بیماری ہوجائے تو ایک نیلے رنگ کا تاگا لے کر سورہ رحمٰن شریف پڑھے جب فبای الاء ربکما تکذبان پر پہنچے تو گرہ دیدے اس طرح تمام سورۃ پڑھ جائے جب تمام مکمل ہوجائیں تو تاگا مریض کے گلے میں ڈالے انشاء اللہ جلد شفا ہوجائے گی۔

نقش برائے ملنے ملازمت اور دور ہونے بیکاری کے

اگر کوئی شخص بے کار ہو اور ملازمت نہ ملتی ہو تو اس نقش کو مشک و زعفران سے لکھ کر موم جامہ کرکے اپنے سیدھے بازو میں باندھے نقش مکرم یہ ہے۔

۷۸۶

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یہ نقش معظم یا حفیظ کا ہے ہر حاجت کے لئے مجرب ہے خصوصًا ان بچوں کے لئے رات کو سوتے وقت چونکتے ہوں۔ بیحد مفید ہے اس نقش کو لکھ کر موم جامہ کرکے گلے میں ڈالے نقش مکرم کالم نمبر ۱ پر ہے۔

ادائے قرض کیلئے جو شخص مقروض ہو اور کوئی شکل ادائے گی نظر نہ آتی ہو تو اس چاہئے کہ چالیس روز تک روزانہ چالیس بار سورۂ مزمل شریف پڑھے ادائے قرض کی نیت سے مگر اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف ضرور پڑھے انشاء اللہ اس کے قرضہ ادا ہونے کا سامان غیب سے پیدا ہوجائے گا۔

اگر ساعت سعید میں سورہ مزمل شریف کا نقش لکھ کر مریض اپنے گلے میں ڈالے تو جلد از جلد صحت یاب ہو اور رزق میں برکت۔ نقش مکرم یہ ہے

۷۸۶

۲۲۸۲۳	۲۲۸۱۸	۲۲۸۲۵
۲۲۸۲۴	۲۲۸۲۲	۲۲۸۲۰
۲۲۸۱۹	۲۲۸۲۶	۲۲۸۲۱

نقش برائے جملہ حاجات ہر نیک مقصد کے لئے یہ عمل نہایت مجرب ہے عمل یہ ہے یَا اللّٰہُ یَا رَحمٰنُ یَا رَحِیمُ ان تینوں اسماء کو مغرب اور عصر کے درمیان ہر روز بلا ناغہ زیر آسمان برہنہ سر ہوکر پڑھے انشاء اللہ المولیٰ چالیس روز کے اندر ہی اندر مقصد میں کامیابی ہوجائے گی۔

حصول دولت اور لوگوں کی نظر میں محترم و معزز ہونے کے لئے یہ نقش بھی مجرب ہے —

اس نقش کو عروج ماہ میں زعفران سے لکھ کر داہنے بازو پر باندھے — نقش مکرم یہ ہے

۷۸۶

۱۸	۴۱	۴۲	۱۱
۴۴	۱۳	۱۷	۳۸
۱۴	۳۶	۱۹	۱۶
۲۰	۱۵	۱۲	[illegible]

بریلوی ترجمۂ قرآن کا علمی تجزیہ اور اُس کا تنقیدی جائزہ

مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی
مشتاق احمد نظامی

آدمی اپنی افتادِ طبع سے مجبور ہوتا ہے کچھ یہی حال مولانا اخلاق حسین قاسمی کا بھی ہے انھوں نے ایک ایسا عنوان اپنے ذمہ لے لیا جس کے وہ اہل نہ تھے کہاں امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن اور کہاں قاسمی صاحب جیسا طفلِ مکتب "اردو تراجمِ قرآن میں" کنزالایمان کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے انگوٹھی میں نگینہ۔ ایک ایک لفظ ایک ایک جملہ عربی گرامر، لغات، محاورات، مصطلحات وغیرہ کی روشنی میں اس طرح فٹ کر دیا گیا ہے کہ اسکے سوا کسی اور کا تصور جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ قاسمی صاحب کا دکھوا یہ ہے کہ وہ امام احمد رضا کو اسی ترازو میں تولنا چاہتے ہیں جسمیں عام سند یافتہ علمار کو تولا جا سکتا ہے جنہوں نے از میزان تا بخاری معروف طریقے پر تعلیم حاصل کی جو یہ انکا فریبِ نفس ہے خواہ آپ اسے فریب خوردگی سے تعبیر کیجئے یا فریب دہندگی ہے وہ ایک ہی عینک سے سب کو دیکھنا چاہتے ہیں گویا انکی نظر میں سب دھان بائیس پنسیری ہے۔

میں انھیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ امام احمد رضا کا علم محض کسبی نہیں بلکہ وہبی بھی ہے۔ آج معروف طریق تعلیم و تعلّم میں کون ایسا ہے جو چودہ برس کی عمر میں دارالافتاء سنبھال سکے۔ اساطین علمار دیوبند نے جن سوالات کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے امام احمد رضا نے ایک ہی نشست میں قلم برداشتہ اسکے جوابات لکھدیئے۔ جس پر اکابر دیوبند کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی اور کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ "اگر آپ حوالہ طلب کریں گے تو اسے بھی حاضر کر دیا جائے گا۔" قلم اٹھانے سے پہلے قاسمی صاحب کو یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ میں کسکے منھ لگنے جا رہا ہوں، اور کس بلند آشیانے پر اپنی کمند پھینکنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ نہیں معلوم کہ آفتاب کا تھوکا منھ پر آتا ہے۔ امام احمد رضا جیسی عبقری شخصیت سے آنکھ ملانا ہر کس و ناکس کا کام نہیں بڑے گردے اور کلیجے کی بات ہے اکابر علمار دیوبند کی جو گرفت امام نے کی زندگی بھر اس پر وہ پیچ و تاب کھاتے رہے۔ کانٹوں میں لوٹے انگاروں میں سلگے مگر انکی مضبوط و ناقابلِ تسخیر گرفت سے باہر نہ ہو سکے۔ امام احمد رضا کے مواخذہ و محاسبہ سے بڑے بڑوں کے کلیجے کا خون پانی ہو جاتا تھا پھر ایسی قدآور و بلند و بالا شخصیت کا ترجمۂ قرآن کیا کچھ ہوگا۔

سچ "کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا"

کسی بھی مصنف و شاعر پر تنقیدی قلم اٹھانے سے پہلے اسکی جان کاری بہت ضروری ہے کہ یہ کس مشرب کا تھا۔ مثلاً ایک رند بادہ نوش شاعر کے کلام کا جب تنقیدی جائزہ لیا جائیگا تو اس کے نظری، فکری اور طبعی رجحانات کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا اور اگر وہ تصوف کے ساغر میں ڈوبا ہوا ہے تو یہ سب دیکھنا ہوگا کہ یہ وجودی مسلک کا تھا یا شہودی؟ اگر ان جزئیات و تفصیلات سے بے اعتنائی برتی گئی تو تنقیدی جائزے کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔ معاً ایک بات سطحِ ذہن پر ابھر آگئی جو ہدیۂ ناظرین ہے شاید کہ اس سے مجھے مفہوم کی ادائیگی میں مدد ملے اور آپ پر تفہیم آسان ہو جائے بنارس کی کسی نشست میں اپنے علمار عارف باللہ سرکار آسی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر گفتگو کر رہے تھے۔

لاکھوں بتخانے میں سجدے ایک کعبے کے عوض
کفر تو اسلام سے بڑھ کر ترا گرویدہ ہے

کچھ بہکی بہکی باتیں ہونے لگیں ایک ان میں ڈھل مل یقین بھی تھا ندوتی سب کو زیادہ گمراہ کر رہا تھا۔ مجبوراً مجھے

بھی اس گفتگو میں حصہ لینا پڑا میں نے کہا جناب یہ داغ و غالب کا شعر نہیں ہے جس پہ بے تحاشہ چاند ماری کی جارہی ہے کلام سے پہلے متکلم کو بھی دیکھئے اور شعر سے پہلے شاعر پر نظر رکھئے کہ اس کا کہنے والا کون ہے۔

یہ شعر ایک ایسے عارف کا ہے جو "وجودی" مسلک تھا۔ اب اگر کسی کو بال کی کھال نکالنی ہو تو ہندی کی چندی کرنی ہو اور اسکے بخئے ادھیڑنے ہوں تو اصل مسئلہ "وحدۃ الوجود" اور "وحدۃ الشہود" کا ہے اس پر گفتگو کیجئے۔

لیکن جب اصطلاح تصوف میں یہ ڈو مکتبہ فکر اور دو اسکول متعین ہو چکے ہیں اور اس پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے تو اب اصل مسئلہ کھنگالنے کا ہی رہ گیا اب ضرورت اسکی ہے کہ وہ عینک لگائی جائے کہ شاعر کسی مکتبہ فکر کا تھا اگر شہودی تھا تو شہودی عینک اور اگر وجودی مسلک کا تھا تو وجودی عینک لگائی جائے اگر ایسا کیا گیا تو مسئلہ بہت آسان ہے!

بس یہی حال امام احمد رضا کا بھی ہے وہ صرف میزان سے بخاری تک کے عرفی عالم نہ تھے بلکہ انکا علم وہبی بھی تھا۔ انکے منھ وہ لگے جس کے پاس کچھ ایسا ہی سرمایہ ہو۔ بھلا وہ کیا جرأت کرے جسکے پاس کانی کوڑی تک نہ ہو اسی بے بسی کا نتیجہ یہ ہے کہ امام احمد رضا کے شعر کو باب عقائد میں شمار کیا جائے اور علماء دیوبند کے وہ اشعار جو محض عقائد سے متعلق ہوں انھیں چلتی پھرتی شاعری سے تعبیر کیا جائے یہی وہ تشب ہے جہاں پانی مر رہا ہے اگر قاسمی صاحب نے قلم اٹھانے سے پہلے یہ سمجھ لیا ہوتا کہ امام احمد رضا کی وہ بارگاہ ہے جسکی علمی جلالت اور دبدبہ و ہیبت سے ایوان دیوبند دہل رہا ہے تو ہرگز ہرگز وہ ایسی نا روا جرأت و جسارت نہ کرتے۔

پاسبان کا فائل محفوظ رکھئے تاکہ تسلسل ٹوٹنے نہ پائے

باقی آئندہ

(۱) چہرۂ اقدس ایسا روشن و تاباک تھا کہ بقول راویانِ حدیث آپ کے چہرے میں چاند، سورج تیرتے تھے۔ حُسن جمال کی خداداد زیبائی پُرطرب و تجّم دیوانہ تھا۔ جس نے بحالت ایمان ایک بار چہرہ دیکھ لیا وہ صحابی ہو گیا، جو نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔

(۲) سر مبارک بڑا اور بزرگ تھا جس سے سطوت و عظمت اور حکمت و دانائی ٹپکتی تھی اور جو خشیت الٰہی سے ہر وقت جھکا رہتا تھا۔

(۳) قد زیبا نہ زیادہ لانبا تھا نہ زیادہ کوتاہ۔ انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے اونچے نظر آتے۔

(۴) جسم پاک نورانی تھا اس لئے اس کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں پڑتا تھا اور نہ چاندنی میں۔ جسم پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی۔

(۵) موئے مبارک کچھ بل کھائے ہوئے تھے جو اکثر شانے تک لٹکتے رہتے تھے اور جب کبھی چہرۂ انور پہ بکھر جاتے تو والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ کی تفسیر بن جاتے۔

(۶) ڈاڑھی شریف گھنی تھی اور چہرۂ انور اس کے گھیرے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آبنوسی رحل پر قرآن رکھا ہو۔

(۷) ناک سڈول اور پتلی قدرے اٹھی ہوئی جو اچانک دیکھنے پر شعلۂ نور معلوم ہوتی تھی۔

(۸) سینا مبارک کشادہ تھا جس میں ناف تک بالوں کی ایک ہلکی سی تحریر تھی۔ شکم مبارک کی سطح سینے کے برابر تھی جسے چار بار فرشتوں نے چاک کر کے علم و حکمت کا نور بھرا تھا اسی کی شان میں الم نشرح کی آیت اُتری تھی۔

(۹) گردن شریف نہایت لطیف و شفاف تھی بقول حضرت ابوہریرہ چاندی کی ڈھلی ہوئی۔

(۱۰) پیشانی کشادہ اور صبح ازل کی طرح روشن تھی جسے لوگ چاندی کا ٹکڑا کہتے تھے اور جو راتوں کو خدا کے حضور سجدہ ریز رہا کرتی تھیں۔

(۱۱) گوش مبارک نہایت موزوں اور سُبک دور و نزدیک سے یکساں سنتے تھے۔ وحوش و طیور کی بول چال اور شجر و حجر کی زبان حال سے باخبر!

(۱۲) دندان مبارک موتیوں سے زیادہ چمکدار، جن سے مسکراتے وقت روشنی پھوٹ پڑتی تھی اور بام و دَر چمک اٹھتے تھے۔

(۱۳) پشت مبارک ہموار اور سفید و شفاف تھی جیسے چاندی کی ڈھلی ہوئی، جس پر شانوں کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی مہر نبوت تھی!

(۱۴) آنکھیں سیاہ اور سرگیں اور پلکیں بڑی تھیں جو ہر وقت غیب کا مشاہدہ کرتی تھیں اور پس و پیش یکساں دیکھتی تھیں ساری کائنات میں صرف انھیں آنکھوں نے خدائے پاک کو بے حجاب دیکھا تھا

(۱۵) ہاتھ کشادہ اور پُر گوشت تھے، جو مصافحہ کرتا اس کا ہاتھ معطر ہو جاتا انھیں ہاتھوں کو خدا نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔

(۱۶) انگلیاں لمبی اور بخشش و عطا کے لئے پھیلی ہوئی رہتی تھیں جن کے بیچ سے ضرورت کے وقت پانی کا چشمہ ابلنے لگتا تھا اور جن کے اشارے سے چاند کا سینہ شق ہوا اور ڈوبتا ہوا سورج پلٹ گیا۔

(۱۷) پنڈلیاں ہموار اور شیشہ کی طرح لطیف و شفاف تھیں۔

خاندانی فلاح کیلئے کچھ زریں اصول

ضیاء جالوی

(ریڈیائی تقریر)

کسی بھی خاندان کی صلاح و فلاح کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کے افراد کے باہمی روابط انتہائی درجہ خوشگوار ہوں اور ان کا ایک سرپرست یا امیر ہو جس کی ہر بات بلا چون و چرا تسلیم کی جائے۔ کیونکہ ایسا نہیں ہونے کی صورت میں ایک شخص زندگی کیلئے ایک رخ متعین کریگا اور دوسرا کسی اور پہلو سے زندگی گذارنی چاہے گا، نتیجتاً آپس میں اختلافات رونما ہونگے جو شدت اختیار کر کے خاندان کا سکون غارت کرنیکا سبب بن سکتے ہیں۔ میں نے ایسے کتنے ہی خاندانوں کو دیکھا ہے کہ اسکے افراد دانشوروں کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ حکومت کے کسی نہ کسی عہدے پر فائز بھی ہیں دولت کی بھی انکے یہاں فراوانی ہے اس کے باوجود وہ زندگی کی تلخیوں کے گلہ مند ہیں۔ کیونکہ انکا کوئی امیر نہیں ہے جو ان کی زندگی کو کسی اصول و ضابطے کا پابند بناتا۔

خاندان کی فلاح و سعادت کا راز اس بات میں بھی مضمر ہے کہ اسکے افراد کے مابین باہمی معاونت اور اشتراک عمل کا جذبہ بدرجہ کمال ہو۔ انکے درمیان محبت و یگانگت کے رشتے پائے۔ اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہوں۔ کیونکہ ہم ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات پال کر فلاح نہیں پا سکتے۔ جب ہم کسی کے گاڑھے وقت میں کام نہیں آئیں گے تو مصیبت و بے چارگی کے عالم میں کون ہمارے کام آئے گا۔ جب ہم کسی کے زخم پر مرہم نہیں رکھیں گے تو ہماری چارہ سازی کیلئے کون آگے بڑھے گا، کس کی حمایت ہمیں حاصل ہوگی کسی کو کیا پڑی ہے کہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ہماری خبر گیری کرے۔ یہ ہماری انتہائی بدنصیبی ہے کہ ہم اپنے حقوق کے لئے لڑتے ہیں۔ لیکن اپنے فرائض سے غافل ہو چکے ہیں، ہمیں اپنا مفاد اور اپنی ذات عزیز ہے لیکن دوسروں کے مفادات کی ہمیں مطلق پروا نہیں، بلکہ ہم دوسروں کے مفادات کو اپنی اغراض کی بھینٹ چڑھانے سے بھی گریز نہیں کرتے، اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے حقوق کے تلف ہونیکی شکایت کرتے پھرتے ہیں لیکن خود انہوں نے جب کبھی انہیں موقعہ ملا ہے دوسروں کے حقوق پر دست اندازی کی ہے۔ یہ سب باتیں خاندان کو تباہ کرنے والی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ایسی فضا بنائیں ایسا ماحول پیدا کریں کہ خاندان کا ہر فرد ایک دوسرے کے حقوق کا محافظ بن جائے۔

ایسے خاندان کو بھی کبھی فلاح میسر نہیں ہو سکتی جس خاندان کے بڑے بوڑھوں کی عزت و توقیر نہ کی جائے۔ اسی طرح وہ خاندان بھی کبھی پنپ نہیں سکتا جس خاندان کے بچے بڑوں کے پیار اور شفقت سے محروم رہیں۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا" من لم یوقر کبیرنا ومن لم یرحم صغیرنا فلیس منا"۔ جو شخص اپنے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

خاندان کی فلاح و بہبود کیلئے یہ چیز بھی نہایت ضروری ہے کہ اس کا ہر فرد اپنے اپنے ذمہ کوئی نہ کوئی کام لیلے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتا رہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ خاندان میں عام طور سے ایک ہی دو آدمی محنت و مشقت کر کے روزی کماتے ہیں باقی تمام افراد مفت کی روٹی توڑتے ہیں۔ وہ اپنی صلاحیتوں سے کوئی کام نہیں لیتے بلکہ اپنے قوائے عمل کو مفلوج و ناکارہ بنا ڈالتے ہیں۔ ایسے خاندان کو ہمیشہ معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے، معاشی بیچارگی ہر دم انہیں پریشان رکھتی ہیں اور اسکے افراد غربت و بیچارگی کے سبب ہمیشہ کمزوری اور دوں ہمتی کا شکار رہتے ہیں۔

بعض کھاتے پیتے گھرانے ایسے بھی ہیں جنکی ضرورتیں انکی آمدنی سے زیادہ ہیں لیکن بجائے اسکے کہ وہ اپنی ضرورتیں کم کریں قرض لے کر

اپنی ضرورتیں پوری کرتے ہیں، پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ قرض کے بار گراں سے سبکدوش ہونے کیلئے انہیں اپنی زمین جائداد یا تو رہن رکھ دینا پڑتا ہے یا سرے سے انھیں بیچ دینا پڑتا ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیئے کہ بہت سی مد یعنی ضرورتیں جو از خود تکلفات ہم نے اپنی ضروریات میں شامل کر لی ہیں انھیں یا تو ایک قلم ختم کر دیں یا کم سے کم کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نے بعض ایسے گھرانوں کو بھی دیکھا ہے جو شادی بیاہ یا کسی اور تقریب کے موقع پر حد سے زیادہ تکلفات سے کام لیتے ہیں، نمود و نمائش کا جذبہ انھیں انکی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے پر آمادہ کرتا ہے پھر انکی حالت ایسی ہو جاتی ہے جسکی پیشینگوئی سعدی علیہ رحمتہ نے کی ہے ؎

هر که او در روز روشن شمع کافوری نهد
زود بینی کز بشب روغن نماند در چراغ

جو آدمی دن کے وقت کافوری شمع جلائے رکھتا ہے جلد ہی دیکھو گے کہ رات کے وقت جلانے کیلئے اسکے چراغ میں تیل ہی نہیں ہے۔

چنانچہ خود میں اپنا ایک مشاہدہ بیان کرتا ہوں۔ ایک دفعہ بنگال کے ایک دیہات میں مجھے ایک تقریری پروگرام پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مجھے ایک ایسا مکان دکھایا گیا جو بیٹی کی شادی میں تباہ ہوا تھا۔ اس مکان کے مکین نہایت متمول اور خوشحال تھے۔ انکی لڑکی کی شادی میں جب انکے پاس لڑکے والے کی طرف سے ایک سیر چنا بھیجا تو اس کے جواب میں ان لوگوں نے لڑکے والوں کو ایک سیر سرسوں بھیجدی۔ چنا بھیجنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم تمہارے یہاں ایک سیر چنا کی تعداد کے برابر براتی لا رہے ہیں سرسوں بھیجنے کا مطلب یہ تھا کہ اتنی کم تعداد میں آؤ گے تو میری کسر شان ہے ایک سیر کی تعداد میں آنا ہے تو بجائے چنے کی سرسوں کی تعداد میں آؤ۔ نتیجہ ظاہر ہے یہ گھر ایسا تباہ ہوا کہ پھر اُسے سنبھلنا نصیب نہ ہو سکا۔ اسکے کھنڈر آج بھی اسکی عظمت شان کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔

یہ تباہی جھوٹی شہرت، بیجا تکلفات اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی خامکارانہ کوشش کے نتیجہ میں عمل میں آئی تھی — اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی حماقت سے پرہیز کریں۔

کسی بھی خاندان کے لئے فلاح و سعادت کی بات یہ ہے کہ گھر کے تمام افراد اور مہذب اور خوش سلیقہ ہوں اور انکا اخلاق و کردار لوگوں کے لئے مشعل راہ بن جائے۔ اگر خاندان کا کوئی فرد بُری صحبتوں میں پڑکر غلط روش اختیار کرتا جا رہا ہے تو خاندان کے ہر فرد پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ اسکو بُری صحبتوں میں جانے سے روکے۔ کیونکہ اگر اسے یوں ہی بے لگام چھوڑ دیا گیا تو وہ آگے چل کر ننگ خاندان ثابت ہوگا اور اس کے اخلاق سوز حرکات یا اسکی مجرمانہ زندگی کے المناک نتائج خاندان کے وقار کو مجروح کر ڈالیں گے۔

خاندان کی فلاح و سعادت کا راز اس بات میں بھی مضمر ہے کہ اسکے تمام افراد معاشی طور پر بھی خود کفیل ہوں۔ جو لوگ ہر سال بچے پیدا کرتے ہیں اور کثرت اولاد کے سبب معاشی بحران کا شکار رہتے ہیں انھیں اپنی جنسی اور شہوانی جذبات پر قابو پانیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ یاد رکھیے جنسی خواہشات کی تکمیل اور لذت کام و دہن کا حصول ہی زندگی کا نصب العین نہیں ہے۔ جو لوگ وظیفۂ حیات کی ادائیگی میں اعتدال کی راہ اختیار نہیں کرتے عمر بھر انکی محتاجی نہیں جاتی اور ان کی صحت کا بھی ستیاناس ہو جاتا ہے۔

خاندان کے ہر فرد پر یہ ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے کہ وہ بچوں کی پرورش و پرداخت اور انکی تعلیم و تربیت پر کمال توجہ صرف کرے۔ جو لوگ بچوں کی تعلیم سے غفلت برتتے ہیں، نہ انھیں کوئی تعلیم دیتے ہیں، نہ کوئی ہنر سکھاتے ہیں وہ خاندان کی زبوں حالی اور معاشی بیچارگی کے خود ذمہ دار ہیں۔ ایسے لوگ ملک میں ناکاروں کی تعداد بڑھا رہے ہیں۔

ادارۂ "پاسبان" کی طرف سے دنیاء سنیت کیلئے ایک نادر و نایاب تحفہ

یہ اعلان یقیناً باعث مسرت ہوگا کہ ادارہ پاسبان مستقبل قریب میں ایک بہت ہی عظیم "اکابر ملت نمبر" کی اشاعت کر رہا ہے جس کی حیثیت ایک تاریخی دستاویز کی ہوگی جس میں کم و بیش حسب ذیل علماء و مشائخ کی سوانح حیات ہوگی۔

۱۔ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی
۲۔ شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں صاحب کچھوچھوی
۳۔ حضرت علامہ فضل رسول بدایونی
۴۔ علامہ فضل حق خیرآبادی
۵۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب
۶۔ حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب
۷۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی
۸۔ حضرت مخدوم مہائمی بمبئی
۹۔ حضرت سرکار آسی غازی پوری
۱۰۔ حضرت بابا تاج الدین ناگپوری
۱۱۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی
۱۲۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی
۱۳۔ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب جبلپوری
۱۴۔ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف
۱۵۔ شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب
۱۶۔ شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ یار علی صاحب
۱۷۔ محبوب ملت حضرت مولانا محبوب علی خان صاحب
۱۸۔ سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفےٰ میاں صاحب
۱۹۔ تاجدار اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند
۲۰۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب
۲۱۔ صدر العلماء حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی
۲۲۔ حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز صاحب
۲۳۔ شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی
۲۴۔ شمس العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب
۲۵۔ سلطان المناظرین حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب مفتیٔ اعظم کانپور
۲۶۔ مفسر اعظم حضرت مولانا جیلانی میاں صاحب بریلی شریف
۲۷۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی
۲۸۔ ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب فاضل بہاری

علیہم الرحمۃ والرضوان۔

نوٹ

(۱) — یہ ضخیم نمبر پاسبان کے خریداروں کو نصف قیمت پر بھیجا جائے گا۔
(۲) — جو ایجنسیاں پچاس یا پچاس سے زائد کا آرڈر دیں گی ان کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔
(۳) — زرسالانہ جمع کرنے کے بعد پاسبان کے پرانے خریداروں کی جتنی کاپیاں باقی رہ گئی ہیں اسی ترتیب سے رسالہ ان کو بھیجا جا رہا ہے۔

پتہ: مینیجر آفس پاسبان۔ الہ آباد نمبر ۳

اظہار معذرت

منظور ہے گزارش احوال واقعی اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

یہ حقیقت آپ پر واضح رہے اور اسے قلب و جگر میں جگہ دیجئے کہ ماہنامہ پاسبان کی حیثیت تمام رسائل جیسی نہیں ہے بجائے خود یہ ایک مستقل ہے، سنی تبلیغی جماعت، سنی جمعیۃ العلماء دارالعلوم غریب نواز، ادارۂ شرعیہ بمبئی، سنی انجمنوں، سنی تنظیموں، اداروں اور دارالعلوم کا یہ آرگن و ترجمان ہے گویا یہ ہماری اور آپ کی مشترکہ آواز ہے۔ اس کی زندگی قوم و جماعت کی زندگی ہے۔ اس شمارے کو جنوری کا رسالہ ہونا چاہیے تھا لیکن عزیزی حافظ لال محمد قادری کی مسلسل علالت کے باعث کام میں رکاوٹ پیدا ہوئی اور ہم اپنے اس شمارے کو پورا نہ کر سکے جو ہمارا منصوبہ تھا، اسے ہم نے جنوری فروری کا مشترکہ شمارہ کر دیا تاکہ تسلسل نہ ٹوٹنے پائے اور ۴۰ کے بجائے ۵۶ صفحات کر دیئے یہ جو کچھ بھی ہے، حالات پر قابو یافتہ ہونے کے لئے آپ مایوس نہ ہوں "پاسبان" کے ذریعہ ہم آپ کو گراں مایہ سرمایہ دیں گے۔ سالانہ خریداری کے تحت آپ کو ۱۲ رسائل دینا ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے اگر مہینے کا تفاوت ہو جائے تو یہ سمجھئے ابھی ہم مشکلات پر قابو نہیں پا سکے چونکہ پاسبان کا تعلق کسی ضلع و صوبہ تک محدود نہیں، قریب قریب بھارت کے تمام صوبوں میں اس کے خریدار اور ایجنسیاں ہیں جہاں آپ جدید جدید مضامین، نعتیں و غزلیں پڑھتے رہیں خبروں کے ذریعہ سنی دنیا کے حالات سے باخبر ہوتے رہیں اور یہ پاسبان کا اپنا حصہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ حضرات ہماری معذرت قبول کریں گے۔

——— نظامی

بھدوہی میں عظیم الشان پیمانے پر جشن حبیب

حسب معمول امسال بھی علی برادران جناب محمد علی خاں صاحب و شوکت علی خانصاحب "حبیبی" خان کارپٹس کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم منایا گیا۔ جشن چراغاں کے تحت پورے پنڈال کو بقعۂ نور بنا دیا گیا تھا۔ ۱۲ بجے شب میں دن کا یقین ہوتا تھا شرکائے مجلس میں یادگار مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالوحید صاحب بستوی و جانشین دھام نگر شریف، حضرت مولانا الحاج عبدالرب صاحب مرادآبادی "پاسبان ملت" حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی، مفکر اسلام حضرت مولانا اسلم بستوی، خطیب ہند حضرت مولانا جہانگیر خانصاحب، مقرر گرامی جناب مولانا غلام جیلانی صاحب "عبدالقیوم مصباحی" شعراء میں پاکستانی مہمان شہنشاہ ترنم حضرت قمر انجم، حسان ہند حضرت بیکل بلرام پوری، جناب ظفر بنارسی، قاری فرید احمد صاحب دہلوی کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ درویش صفت بزرگ جناب محبوب عالم صاحب تیغی اور شاعر اہلسنت جناب سید انوار حسین بھی رونق اسٹیج تھے۔ مہمان خصوصی حضرت قمر انجم نے اپنے نعتیہ کلام اور لحن داؤدی سے پچاس ہزار مسلمانوں کا دل جیت لیا، پورا پنڈال نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت "قمر انجم زندہ باد" کے نعروں سے گونج رہا تھا، حضرت بیکل بلرام پوری بار بار پھولوں کی بارش کرتے، شہنشاہ خطابت حضرت علامہ نظامی کی تقریر پر حضرت قمر انجم خود نعرے لگاتے اور علامہ پر پھول برساتے، عالم وجد میں مستانہ وار جھوم رہے تھے۔ تقریر ختم ہوتے ہی حضرت قمر انجم مائک پر آئے اور اعلان کیا، اگر علامہ نظامی ہمیں پاکستان میں مل جائیں تو ہم دیوبندیت کے پرخچے اڑا دیں، زندگی میں ہم نے پہلی بار ایسی تقریر سنی ہے، یہ تیار کردہ تقریر نہیں بلکہ الہامی ہے۔ اس کے بعد پچاس ہزار مجمع سے سفارش کرائی کہ علامہ نظامی کو آپ حضرات ایک ہی مہینہ کے لئے راضی کر دیں کہ وہ پاکستان کو اپنا وقت دیدیں۔ عالیجناب شوکت حبیبی صاحب نے وعدہ کیا کہ ہم ساتھ

لے کر آئیں تھے۔ بڑی خوبی کی بات ہے کہ شوکت حبیبی صاحب ۸ بجے شب سے ۲½ بجے شب تک نیاز مندانہ اشکبار آنکھوں کے ساتھ بیٹھے رہے۔ اور عالی حضرت محمد علی خاں صاحب اسٹیج کے قریب دست بستہ کھڑے رہے۔ علامہ نظامی نے احمد علی خاں صاحب مرحوم خان کاٹھی اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعائیں کیں اور فرمایا جو کچھ بھی ہے حضور مجاہد ملت اور سرکار مفتی اعظم ہند کا روحانی فیض ہے۔

—— عبدالقیوم مصباحی
سب ایڈیٹر ماہنامہ پاسبان، الٰہ آباد

دارالعلوم اہلسنت ناسک

بحمدہ تعالیٰ ناسک ایسا شہر ہے جو سنیت کا مضبوط قلعہ ہے جہاں تک تبلیغیت دیوبندیت کے منحوس سائے نہیں پڑ سکے۔ بڑی کمی محسوس کی جا رہی تھی کہ یہاں اہلسنت کا کوئی دینی ادارہ نہ تھا مگر اب عید میلاد پر سنی کمر بستہ ہو گئے ہیں اور دارالعلوم کی خوبصورت عمارت کھڑی ہو رہی ہے۔ اپیل ہے کہ ہر سنی اپنی تجوریوں اور دلوں کا دروازہ کھول دے۔ تعلیم، مطبخ، رہائش کا بہترین انتظام ہے۔ تفصیل کیلئے آئندہ شمارہ ملاحظہ فرمائیے۔

—— (ادارہ)

منڈ گوڑ میں جشن گیارہویں شریف

عزت مآب الحاج بڈن صاحب صدر مدرسہ عربیہ دستگیریہ کے زیر اہتمام جلوس عید میلاد النبی اور جشن گیارہویں کا بھر پور اہتمام ہوتا ہے۔ جلوس علامہ نظامی کی دین ہے اور جشن گیارہویں ان کا خاندانی ورثہ ہے۔ فاتحہ میں ہر سال ایک بکرے کا اضافہ ہوتا ہے۔ گزشتہ سال ۵۱ بکرے ذبح ہوئے۔ امسال ۵۲ ہوں گے، عام لنگر ہوتا ہے۔ علامہ نظامی کئی برس سے جلسہ میں شریک ہوتے ہیں، امسال بھی براہ بمبئی، ناسک، خاندیش، بھیونڈی، منڈ گوڑ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ یہ ان کا ایک مثالی قدم ہے جو دوسروں کے لئے مشعل راہ ہے۔ جلوس عید میلاد النبی جشن گیارہویں و مدرسہ عربیہ دستگیریہ زندہ و پائندہ باد۔

—— حافظ لال محمد قادری
معتمد دارالعلوم غریب نواز، الٰہ آباد

بھیڑی جام نگر میں علامہ نظامی کا آٹھ روزہ کامیاب پروگرام

مولانا حکیم منشی عبدالرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد بھیڑی نے اطلاع دی ہے کہ علامہ نظامی کے حسب ہدایت جشن چراغاں کے تحت بھیڑی کی شاہراہوں گلی کوچوں، مسجد اور مکانوں کو روشنی سے معمور کر دیا گیا تھا۔ پورے علاقے میں علامہ نظامی کی تقریر کی دھوم مچی ہے۔ ڈھائی سو سے زائد مرد و عورت، جوان بچے بوڑھے علامہ نظامی کے ہاتھ پر داخل سلسلہ "مرید" ہوئے۔ اب یہاں کا سارا کام سنی تبلیغی جماعت اور ادارہ شرعیہ بمبئی کے زیر اہتمام انجام پائے گا۔ کاٹھیاواڑ کے سنی مسلمان پاسبان کے گجراتی ایڈیشن کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ بچو بھائی، عباس بھائی، اصلاح محمد، خوشتر رضا، محمد بھائی۔ تمام نیاز مندوں کی طرف سے نیاز مندانہ سلام۔ مولانا منشی عبدالرحمٰن،

حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ

عبدالقیوم مصباحی گورکھپوری
سب ایڈیٹر پاسبان

آفتاب چشتیاں حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی علی احمد آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت سید عبد اللہ اور آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم کے واسطے سے حضرت علی شیر خدا پر منتہی ہوتا ہے آپ کی والدہ ماجدہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ اعظم حضرت بابا فرید گنج کی پاک طینت ہمشیرہ تھیں اور آپ کا اسم گرامی ہاجرہ تھا۔

اگر یہ خیال درست ہے کہ نام کا تجزیہ شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے تو بغیر کسی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ مخدوم گرامی کی والدہ معظمہ کی شخصیت پر حضرت ہاجرہ کے پاکیزہ نام نے بڑا اثر کیا تھا۔ اور آپ صبر و تحمل میں اپنی نظیر آپ تھیں ۱۹ ربیع النور ۵۹۲ھ کو حضرت مخدوم عالم غیب سے منصۂ شہود پر تشریف لائے۔ اور آپ کی والدہ محترمہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بشارت سے اپنے لخت دل کا مقدس نام علی احمد رکھا۔

حضرت مخدوم کی والدہ سے روایت ہے کہ آپ کے نور نظر کی ولادت سے قبل آپ کے عالم رویا میں حضرت غوث پاک کی زیارت بھی ہوئی تھی اور آپ نے یہ بشارت دی تھی کہ جمعرات کے دن تمہارے بدن سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کا نام "علی احمد صابر" رکھنا۔ تذکرۂ صابریہ میں روایت ہے کہ ایک روز آپکے والد ماجد کی ملاقات ـــــــ سے ایک خضر صورت بزرگ سے ہوئی جس نے آپ کے نومولود بچہ کو اپنی آغوش میں لے کر نورانی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا عبد اللہ تمہارا بچہ علاء الدین کے نام سے ساری دنیا میں شہرت و عزت پائے گا۔

سات برس کی عمر میں آپ کے والد ماجد کا وصال ہوگیا اور آپکے نازک دل پر یتیمی کا صدمہ ہوچکا۔ آپ مکمل ایک برس تک خاموش سرپرست کی وفات کے بعد آپکی والدہ اپنے لخت جگر کو لے کر اپنے برادر مقدس بابا فرید گنج شکر کے پاس پاک پٹن چلی گئیں اور مخدوم کی تعلیم تربیت حضرت بابا کے سایہ عاطفت میں ہونے لگی۔ تین برس کی مدت حضرت نے آپ کو علوم ظاہری اور باطنی کی تعلیم دے کر کامل و اکمل کر د اور ۲۵ شوال المعظم ۶۰۲ھ کو آپ نے اپنے ماموں اور مرشد کامل حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے دست حق پرست پر بیعت کی ۶۱۳ھ کو آپ کا پہلا نکاح حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی صاحبزادی خدیجہ بیگم سے ہو لیکن حضرت مخدوم کی نگاہ جلال کی تاب نہ لاکر حجرۂ عروسی ہی میں محو حیات ہوگئیں۔

اس مرگ ناگہانی نے آپ کی والدہ کو بھی علیل کر دیا اور وہ اپنی پیاری بھتیجی کی وفات کا غم نہ برداشت کر سکیں اور اسی رنج و ملال ک عالم میں ۲۷ محرم ۶۱۳ھ کو اس پاک طینت خاتون کا انتقال ہوگیا۔ جس کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے اس کامل و نامور شخصیت کو پیدا ک تھا جسے بجا طور پر آفتاب چشتیاں کہا جاتا ہے والدۂ گرامی کے انتقال کے بعد آپ حجرہ سے نو برس تک باہر تشریف نہ لائے اور استغراق رہے ـــــ حضرت بابا فرید الدین کی نگاہ کیمیا اثر نے جب حضرت مخدوم کو کامل و اکمل کر دیا تو ایک روز آپ نے اولیاء عظام کی آراستہ فرمائی اور حضرت مخدوم کو اپنے روبرو بیٹھا کر خلافت و امامت سرفراز فرمایا اور اپنے پاکیزہ ہاتھ سے آپ کے سر مقدس پر کلاہ چہار رکھی سبز عمامہ باندھا اور دعاء خیر فرمائی۔

حضرت مخدوم پاک ۵۸ برس کی عمر ۱۵ ذی الحجہ ۶۵۰ھ کو کلیر شریف تشریف

لائے لیکن قاضی شہر کے ایماء و اشارہ پر کلیر شریف کے لوگوں نے آپ کے ساتھ حسن سلوک سے کام نہیں لیا جس پر آپ نے دل برداشتہ ہوکر حضرت بابا کو یہ خریطہ تحریر فرمایا۔

یہاں کے لوگ مسجد میں نماز تک کیلئے جگہ نہیں دیتے جو حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہوں ـــــ حضرت بابا کا جواب موصول ہونے پر حضرت مخدوم پھر جامع مسجد تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو شرارت وگمراہی سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی لیکن اس کے بعد بھی جب آپ کو جگہ نہ دی گئی تو آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا اے خدا کے گھر اب تو سجدہ کر۔ آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی مسجد کے در و دیوار سجدہ میں جھک کر زمین بوس ہو گئے۔

حضرت مخدوم پاک سے ان گنت کرامتیں ظاہر ہوئیں جن کے ذکر کیلئے دفتر درکار ہیں۔ کلیر کی سرزمین جو فتنہ و فساد سے معمور اور خیر سے یکسر محروم تھی حضرت مخدوم کے جلال باطنی کے تپش سے جب پاک و طاہر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت کے فیض کا سرچشمہ جاریہ بنا دیا جو سرچشمہ فیض تشنۂ کامان ابنا کو سیر و سیراب کر رہا ہے حضرت مخدوم کا وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو بروز پنجشنبہ ہوا مخدوم آپ کے وصال کی تاریخ ہے

ایک اور ستارہ ڈوب گیا

نہایت قلق و اضطراب سے ایک دلدوز خبر کی اطلاع دیتا ہوں کہ سلطان العارفین شیخ صوفی سلف و خلف کے یادگار سیدی شیخ عتیق الرحمٰن صاحب قبلہ مدظلہ العالی پنجشنبہ کی رات دس بجے فردوس کی بلند یوں پر اپنے رب کے جلووں میں تشریف لیگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے طفیل بابا صاحب کے فیوض و برکات سے ہم لوگوں کو متمتع فرمائے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

المعلن ڈاکٹر شفیق احمد و محمد کمال احمد صاحبان

صحیفۂ جمال کا بقیہ صفحہ ۳۲ سے آگے...

صفحہ ۳۲ سے آگے

(۱۸) کلائیاں قدرے لمبی اور گداز، رنگ نکھرا ہوا صاف شفاف تھا

(۱۹) ابرو محراب حرم کی طرح کماندار تھے جن سے مقام قاب وقوسین کا راز آشکارا تھا۔

(۲۰) لب مبارک گل قدس کی پتیوں کی طرح پتلے پتلے اور گلاب کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم و نازک جن کی جنبش پر کارکنان قضا و قدر ہر وقت کان لگائے رہتے تھے۔

(۲۱) آواز انتہائی دلکش اور شیریں کہ دشمنوں کو بھی پیار آ جائے اور اتنی بلند کہ فاران سے گونجے تو ساری دنیا میں پھیل جائے۔ رحمت و کرم کے موقع پر گل و لالہ کے جگر کی ٹھنڈک اور کبھی غیرت حق کو جلال آئے تو پہاڑوں کے کلیجے دہل جائیں۔

(۲۲) گریۂ مبارک سسکتی ہوئی اور دبی ہوئی آواز ـــــــ خشیت الٰہی کے غلبہ سے سید کارامت کے غم میں رقت انگیز آیتیں پڑھکر اور شبینہ دعاؤں میں بھیگی بھیگی پلکوں پر آنسو کے جھلکتے ہوئے موتی!

(۲۳) ہنسی، انتہائی مسرت و شادمانی کے موقع پر لبوں پر صرف ایک ہلکا سا تبسم پھیل جاتا، نور کی ایک کرن پھوٹتی اور در و دیوار روشن ہو جاتے۔ اسی روشنی میں حضرت سیدہ عائشہ نے ایک بار اپنی سوئی تلاش کر لی تھی۔

(۲۴) پسینہ انتہائی خوشبودار اور عطر انگیز تھا جدھر سے گزر جاتے فضا معطر ہو جاتی۔ بغل شریف کے پسینہ سے ایک دلہن معطر کی گئی تو پشت در پشت اس کی اولاد میں خوشبو کا اثر رہا۔

(۲۵) لعاب دہن زخمیوں اور بیماروں کے لئے مرہم شفا تھا۔ کھارے کنویں اس کی برکت سے شیریں ہو جاتے طفل شیرخوار کے منہ میں پڑ جاتے تو دن بھر ماں کے دودھ کے بغیر آسودہ رہتے۔

مُسلمان عورت کا لباس

مولوی وقار احمد نظامی

گھر کے اندر یعنی محرم آدمیوں کے سامنے عورت کے لباس میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ لباس سے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ پورا بدن چھپا ہو۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کیلئے حلال نہیں کہ ظاہر کرے اپنے منھ کے سوا اور ہاتھ کے سوا" اور ہاتھ کی حد آپ نے کلائی رکھکر اسطرح بتائی آپ کی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان صرف مٹھی کی جگہ باقی تھی۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ کپڑا اس قدر موٹا اور ڈھیلا ڈھالا ہو کہ اسکے اندر سے بدن جھلکتا نظر آتا ہو اور نہ اس کی ساخت نمایاں ہوتی ہو۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں اور دوسروں کو رجھائیں اور خود دوسروں پر رجھیں اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کرکے چلیں، وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہونگی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ (مسلم)

حضرت ام علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی حفصہ ایک مرتبہ ان کے پاس آئیں اور انھوں نے ایک ایسی باریک چادر اوڑھ رکھی تھی جس سے ان کی پیشانی نظر آرہی تھی حضرت عائشہ نے اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا "کیا تمھیں ان احکام کا علم نہیں، جو سورۂ نور میں نازل ہوئے ہیں! پھر آپ نے ایک موٹی چادر منگوائی اور انھیں پہنائی۔

محرم مردوں سے مراد شوہر کے علاوہ مندرجہ ذیل اشخاص ہیں۔

(۱) باپ، دادا، پر دادا، نانا، پر نانا۔ (۲) شوہر کا باپ، دادا، پر دادا، نانا، پر نانا۔ (۳) بیٹا، پوتا، نواسا۔ (۴) شوہر کا بیٹا، پوتا، نواسا۔ (۵) بھائی، بھتیجا اور اس کی اولاد۔ (۷) بھانجا اور اسکی اولاد (۸) چچا (۹) ماموں۔ (۱۰) غلام۔ (۱۱) بچے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مردوں کے ہمسایہ نہ ہوں۔

حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ سے یہ دریافت کیا گیا کہ عورت (مردوں جیسا) جوتا پہن سکتی ہیں؟ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مرد بننے والی عورتوں پر لعنت ہے"۔

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ کافر عورتوں کے مشابہ نہ ہو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا یہ کفار کے لباس میں سے ہیں اس لئے انھیں نہ پہنو"۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "راہبوں (علماء و نصاریٰ) کے لباس سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ جس شخص نے انکا لباس اختیار کیا یا ان جیسا بننے کی کوشش کی میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

ظاہر ہے کہ یہ بات جس طرح مردوں کیلئے ہیں اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہیں۔

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ اس کو شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے خواہ اسکے ایسا قیمتی ہونے کی وجہ سے کہ دوسروں پر اپنی دولتمندی کا رعب جمایا جائے یا اس کے ایسا گھٹیا ہونے کی وجہ سے دوسروں پر اپنا زہد و تقوٰی ظاہر کیا جائے۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس (مرد و عورت) نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ اور اس میں آگ سلگائے گا"۔

گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں یعنی غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کے لباس میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان میں سے چار کا ذکر تو ہم نے اوپر کے شرائط میں کر دیا ہے یعنی دوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں ان کے علاوہ باہر نکلنے کی صورت میں مندرجہ ذیل تین مزید شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

قسط نمبر ۳

مشتاق احمد نظامی

ترجمہ — کنزالایمان — پر

دارالعلوم دیوبند کا ہر چیلنج ہمیں منظور ہے — مگر

پہلے حفظ الایمان، بعد میں کنزالایمان

"پہلے حفظ الایمان بعد میں کنزالایمان" "پہلے تقویۃ الایمان بعد میں خزائن العرفان" گذشتہ شمارے میں اس عنوان کی پہلی قسط شائع ہو چکی ہے۔ اب آج کی تقریب میں آپ سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کا وہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جسے اخبار مشرق کلکتہ میں شائع ہوا ہے۔ روزنامہ اخبار مشرق کلکتہ جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۱۲ بدھ ۱۲ جنوری ۱۹۸۳ء مطابق ۱۹ ربیع الاول

رضا خانی ترجمہ اور تفسیر نعیمی کے بارے میں مفتیان دارالعلوم دیوبند کا متفقہ بیان

باسمہ سبحانہ: ہم لوگوں کے نزدیک ایک ترجمہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور اسکا حاشیہ نعیمی شرکیات و کفریات اور بدعات لغویات سے لبریز ہے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار۔ علم غیب کا عقیدہ، صاحب مزار سے مرادیں مانگنا، چادریں چڑھانا وغیرہ وغیرہ

ہمارے نزدیک اس ترجمہ کا اور اس کے حاشیہ کا پڑھنا پڑھانا اور عوام کو دیکھنا اور اسکا سننا سنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ ہمارے اسلاف نے ان باطل عقائد اور خرافات کے رد میں متعدد مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ مثلاً براہین قاطعہ، بوارق الغیب، رضا خانی دھرم وغیرہ۔

ہمارے علماء و مناظرین و مبلغین ان باطل افکار و خیالات کے رد میں وقتاً فوقتاً رسائل، پمفلیٹ بھی شائع کرتے ہیں اور کامیاب مناظرے بھی کرتے رہتے ہیں۔ دستخط مولانا مفتی نظام الدین صاحب، مولانا مفتی ظفر الدین صاحب، مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری،

پہلے تقویۃ الایمان بعد میں خزائن العرفان

مولانا مفتی عبد الرحمٰن (مہر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

نوٹ:- یہ ہے دارالعلوم کا وہ نادر شاہی فتویٰ جسمیں ہمارے خیال اور ہمارے اسلاف کا تو ذکر ہے گویا ہمارا خیال اور ہمارے اسلاف یہ کوئی فتوے کی کتاب ہے نہ تو شامی کا ذکر اور نہ عالمگیری کا نہ بحر الرائق کا اور نہ ہی فتویٰ قاضی خاں کا فتوے میں بس اتنا لکھدینا کافی سمجھا گیا کہ نہ تو ہمارا خیال ترجمہ کنزالایمان سے متفق ہے اور نہ ہی ہمارے اسلاف اس سے متفق رہے اگر فتویٰ نویسی کا یہی عالم رہا تو۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّا والی بات ہو کر رہ جائے گی

دیانۃً اور اصولاً تو یہ چاہئے تھا کہ ترجمہ کنزالایمان کے کچھ حصے نوٹ کرتے پھر اُسے شرک و بدعت اور لغویات و خرافات ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے یہ تو ہو نہ سکا البتہ اپنے گندے و ناپاک تصورات و خیالات کی بنیاد پر جو واہی و تباہی بکنا تھا وہ بک دیا اور اسی کو دارالافتاء کا فتویٰ قرار دیدیا اگر دارالعلوم دیوبند میں فتویٰ نویسی کا یہی دستور ہے تو خدا کی پناہ اللہ تعالیٰ ایسی کفر ساز فیکٹری کی تباہ کاریوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

اگر خیالات ہی کی بنیاد پر فتویٰ دیا جانے لگا تو دارالافتاء کی بے شمار کتابوں کا انجام کیا ہوگا؟

اچھا جانے دیجئے! عالمگیری اور شامی کا حوالہ بعد میں دیجئے گا پہلے اپنے اسلاف و اکابر ہی کا وہ فتویٰ دکھا دیجئے جسمیں ترجمہ کنزالایمان کو شرک و بدعت، واہیات و لغویات کہا گیا ہے، مگر انکا شمار اسلاف و اکابر میں ہوتا ہے

خنجر دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے۔

یہ کیا طرفہ تماشہ ہے خیال اپنا ہے اور اسے فتویٰ کہکر دارالافتاء کی مہر ثبت کی جائیگی خدا کی پناہ الامان والحفیظ آپنے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا فتوے میں اپنا خیال لکھکر خود اپنے کو ننگا کر دیا فتویٰ نویسی کا ڈھنگ سیکھنا ہو تو بریلی شریف میں آؤ دارالعلوم غریب نواز میں آؤ جہاں سطر سطر کو دلائل و براہین کی زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے۔ چنانچہ بہار شریعت اور فتویٰ رشیدیہ میں یہ نمایاں فرق ہے کہ بہار شریعت میں بطور حوالا شامی۔ عالمگیری فتاویٰ قاضی خاں جیسی کتابوں کا نام لکھا جاتا ہے تاکہ متجس اگر چاہے تو اطمینان قلب کیلئے ان کتابوں کیطرف رجوع کرے لیکن فتاویٰ رشیدیہ میں فتوے کے بعد بندہ رشید احمد گنگوہی لکھا جاتا ہے گویا یہ بھی فتویٰ کوئی کتاب ہے یعنی اگر حوالہ دیکھنا ہو تو بندہ رشید احمد گنگوہی میں دیکھو!

"ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے"

میں گذشتہ شمارے میں قسط اول کے تحت ناظرین پاسبان سے یہ عرض کر چکا ہوں علماء دیوبند کا مقصد یہ ہے کہ عوام حفظ الایمان کی کفری عبارت کو بھول جائیں اور اسکی جگہ کنزالایمان سرِ فہرست ہو جائے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ آپکے ذہنی سکون و قلبی اطمینان کی خاطر یہاں حفظ الایمان کی کفری عبارت نقل کر دی جائے بلکہ علماء دیوبند کا ذہنی تلملان آپ آشکارا ہو جائے۔

حفظ الایمان مع بسط البنان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی اصلاحی کتب خانہ دیوبند" صفحہ ۱۴

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔ حفظ الایمان صفحہ ۱۴

حفظ الایمان کی یہی وہ کفری عبارت ہے جس دلدل میں دیوبند کے چھوٹے بڑے سبھی پھنسے ہیں اس عبارت کی صفائی اور اسے بے غبار ثابت کرنے کیلئے اساطین و اکابر دیوبند نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر منہ کی کالکھ نہ دھل سکی نصف صدی سے زائد ہوئے کہ حفظ الایمان کی ایمان سوز عبارت پر بے شمار مناظرے ہوئے اور آئے دن مناظرے ہوتے رہتے ہیں۔ گھر گھر میں نفاق باپ بیٹے میں جھگڑا ماموں بھانجے میں اختلاف غرضکہ پورا مسلم معاشرہ اس آگ کی لپیٹ میں ہے۔ آبادی کی آبادی بھسم ہو رہی ہے مگر توفیق توبہ نہیں چنانچہ اب انھوں نے نئی ٹرک استعمال کی ہے کہ ترجمہ کنزالایمان کو اسقدر اچھالا جائے کہ عوام و خواص کی نظر سے حفظ الایمان اوجھل ہو جائے اور کنزالایمان موضوع مناظرہ بن جائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ انکا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو پائے گا اب ادارہ پاسبان قلمی جہاد کیلئے میدان میں اتر گیا ہے جو انکی شاطرانہ چالوں کے بخئے ادھیڑ دے گا۔ ہمیں عوام کا تعاون چاہئے تاکہ ہم اپنے حوصلے کے مطابق اس کام کو انجام دے سکیں پاسبان کا فائل بہت محفوظ رکھئے یہ اگلی نسلوں کو بھی کام دے گا۔ (باقی آئندہ)

مدرسہ عربیہ دستگیریہ منڈگوڑ میں مولوی عالم کا کلاس

اہلسنت کی مرکزی درسگاہ مدرسہ عربیہ دستگیریہ منڈگوڑ میں مولوی عالم کلاس کھول دیا گیا ہے۔ اور باضابطہ تعلیم بھی شروع ہو گئی ہے جو طلباء داخلہ لینا چاہتے ہوں وہ الحاج بڈن صاحب صدر مدرسہ سے رابطہ پیدا کریں۔

(مولانا) ضمیر الحق مدرس مدرسہ

ادارہ شرعیہ بمبئی زندہ و پائندہ باد

ادارہ پاسبان کو ہم تمام سُنّی مسلمانوں کیطرف سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے انھوں نے پاسبان کی اشاعت سے ہماری نمائندگی اور ترجمانی کا حق ادا کر دیا علامہ نظامی نے امسال پھر۔ بمبئی کے سلوں میں نئی روح پھونک دی نئی اسپرٹ نیا جذبہ اور جوش و خروش پیدا کر دیا ادارہ شرعیہ کے قیام نے ان کی خدمات کو زندہ جاوید بنا دیا۔ اب ہم اپنے کو نہتا تصور نہیں کرتے۔ اغیار کے مقابل ادارہ کو ایک مضبوط ہتھیار جانتے ہیں اس میں کوئی شبہہ نہیں علامہ نظامی کو مسلک رضویت کی ترجمانی کا پورا پورا حق ہے پاسبان ہماری آرزؤں کا حسین گلدستہ ہے اور ادارہ شرعیہ ہمارے خوابوں کی حسین تعبیر۔

"مولانا" محمود عالم رشیدی

یاء جالوی کے قلم سے

تبصرہ و تعارف

فقیہہ اسلام

مصنفہ :- ڈاکٹر حسن رضا خاں
ناشر :- اسلامک پبلیکیشن سنٹر پٹنہ ۶

پیش نظر کتاب مولانا حسن رضا خاں صاحب کی تحقیقی کاوشوں کا خوشگوار ثمرہ ہے جو صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہوگیا ہے۔ یہ
ب دراصل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ عظمت و جلال میں ان کی علمی جلالت شان کے اعتراف کے بطور
ش ہوئی ہے۔ اور اس میں ان کی فقہی خدمات کا ایک اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے ؂

کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

تحقیقی مقالے عام طور پر خشک اور سپاٹ ہوتے ہیں، کیونکہ تحقیق کا مطلب ہوا ہوتا ہے۔ "تلاش و تفحص" اسی لئے آپ
یں گے کہ جو لوگ تحقیق کے مرداں راہ ہیں وہ ہمیشہ تلاش ہی میں رہتے ہیں۔ ان کا مذاق جستجو انھیں ہمیشہ گرم سفر رکھتا ہے،
بھی آشنا ہوتے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیقی مقالے عام قاریوں کے لئے اپنے اندر کوئی کشش نہیں رکھتے۔ اگر کسی نے
نے اوپر جبر کرکے اسے پڑھنے کی کوشش بھی کی تو چند ہی سطروں کے بعد وہ تھکے تھکے سے لگنے لگتے ہیں اور ان پر غنودگی
ی ہونے لگتی ہے۔ "فقیہہ اسلام" بھی ایک تحقیق ہے اس لئے اسے بھی خشک اور سپاٹ ہونا چاہیئے تھا، مگر ایسا نہیں ہے۔
ے جب آپ پڑھیں گے تو بس پڑھتے ہی چلے جائیں گے۔ نہ آپ تکان محسوس کریں گے نہ آپ کو اونگھ آئے گی۔ منزل تک پہنچ کر بھی
ب قیام کرنا پسند نہیں کریں گے۔ ایک کے بعد دوسری منزل اور دوسری کے بعد تیسری منزل تک پہنچنے کا شوق ہمیشہ آپ کو رواں
اں رکھے گا۔ آپ کا وجدان وجد کرتا جائے گا۔ اور آپ پڑھتے رہیں گے، آپ کے احساس پر جوانی آتی رہے گی اور آپ پڑھتے
یں گے۔ پڑھتے پڑھتے آپ ایسا محسوس کریں گے جیسے آپ کا شعور غیر شعوری طور پر بالیدہ ہورہا ہے۔

مولانا حسن رضا خاں سالہا سال تک اعلیٰ حضرت کے چمنستان علوم کی سیر کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے اعلیٰ حضرت کے
طالعے میں ایک عمر صرف کی ہے اور اپنے مطالعہ کا حاصل اس کتاب میں نہایت فراخ دلی کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔
اس کتاب میں مواد کی فراہمی اس کی ترتیب اور تزئین و آرائش میں خلوص اور ایمان داری کے ساتھ توجہ صرف کی گئی ہے۔
الگ بات ہے کہ بعض گوشے اب بھی تشنہ رہ گئے ہیں۔ کیونکہ اس میں تحقیق کے اصول و ضوابط کی پابندی کرنے کے سبب

موضوع کے تمام کیف وکم اور اس کے مقتضیات کا احاطہ نہیں ہو سکا ہے اور یہ بات ممکن بھی نہیں تھی۔ بھلا سمندر بھی کہیں کوزے میں بند ہوا ہے؟ کبھی خوشبو بھی غنچے کی قید میں رہی ہے؟ کسی نے آواز کو بھی پابند ساز کیا ہے؟

اس کتاب میں سہو کتابت کی بھی مثالیں ملتی ہیں۔ بعض جگہ پوری کی پوری سطر غائب ہو گئی ہے۔ مثال کے طور پر "امام کی بارگاہ میں خراج عقیدت" کے عنوان سے حضرت خطیب مشرق کے قلم سے صفحہ پر تقریظ قلم بند ہوئی ہے اس میں ایک پوری سطر "ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا۔ اور ارشاد نبوی ہے۔ چھوٹ گئی ہے جس سے جملہ ایکدم مبے ربط ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پروف ریڈنگ میں عجلت سے کام لیا گیا ہے۔

تاہم یہ کتاب اردو زبان میں فقہ کے موضوع پر ایک قابل قدر اضافہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی حیثیت ایک قیمتی دستاویز کی ہو گئی ہے۔ یہ رہروان جادۂ تحقیق کے لئے انشاء اللہ زاد راہ کا کام دے گی اور فقہ کا طالب علم ہر زمانہ میں اس سے استفادہ کریگا۔

حضرت خطیب مشرق اپنے تاثرات کا اظہار جن الفاظ میں کرتے ہیں وہ سو فیصد درست ہے۔ "یہ ایک حقیقت ہے کہ اعلیٰحضرت کے تجدیدی کارناموں پر عصبیت کا ایک دبیز پردہ پڑا ہوا تھا۔ مولانا حسن رضا خاں کو دعائیں دیجئے کہ انھوں نے اعلیٰ حضرت کو ان کے اصلی روپ میں پیش کر کے ہم نیازمندوں کے سر سے ایک الزام اتارنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔"

کاغذ عمدہ، کتابت اچھی، طباعت اور بھی اچھی۔ چار سو صفحات پر پھیلی ہوئی نہایت حسین گرد پوش سے مزین اس کتاب کی قیمت صرف پینتیس روپئے

حضرت علامہ نظامی صاحب کی شہید اعظم کانفرنس والی تقریر کا پورے ملک میں دھماکہ اور بمبئی کی گلی گلی میں اسکی گونج

مکرمی! مولانا عبدالقیوم صاحب مصباحی ــــــ سلام و نیاز۔

حسب دستور امسال بھی آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام ۱۳ محرم الحرام کومستان تالاب کے وسیع میدان میں شہید اعظم کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس مجموعی طور پر بہت کامیاب رہی اور بہت ہی اہم تجاویز منظور کی گئیں۔ خطیب مشرق حضرت علامہ نظامی تقریر کے لئے تیار تو نہ تھے مگر مولانا منصور علی خانصاحب اور مولانا الحاج سید سراج ازہر کے اصرار پر مائک پر تشریف لائے بہت ہی نڈھال اور مضمحل تھے لیکن جب کنزالایمان کے میٹر پر اپنی گرجدار آواز میں دشمنان مصطفےٰ کو پھٹکارنے لگے تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ شیر دھاڑیں مار رہا ہے اور ہر طرف بجلیاں ٹوٹ پڑ رہی تھیں۔ بمبئی والوں کا کہنا ہے کہ پندرہ بیس برس بعد علامہ نظامی سے ایسی تقریر سنی گئی یہ محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ مہینوں کا بیمار مائک پر آیا ہے۔ بلکہ ایسا لگ رہا تھا کہ بپھرا ہوا شیر گرج رہا ہے کنزالایمان کی پابندی پر ایسے نئے نئے گوشے بیان کئے کہ سارا مجمع بھڑک اٹھا۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ برسوں کے بعد حضرت علامہ نظامی صاحب قبلہ سے ایسی تقریر سنی گئی مجھے آپ سے کہنا یہ ہے کہ جہاں کہیں سے وہ تقریر آپکو مل سکے اسے پاسبان میں شائع کر دیجیے تاکہ اسکی افادیت عام ہو جائے اور عوام وخواص دونوں اس سے فائدہ اٹھائیں۔

پاسبان بمبئی میں بہت مقبول ہو رہا ہے اکثر سنیوں کے ہاتھ میں دیکھا جاتا ہے ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری اس خواہش کو قبول فرمائیں گے۔

"علامہ نظامی و پاسبان زندہ و پائندہ باد"

خلوص کار: محمد اجمل خاں
کرلا۔ قریش نگر۔ بمبئی

صورت ایسی

یوں تو ہمارے علمار کرام کی تردیدی تحریریں و تقریریں، وہابیوں کی فرسودہ شکل وصورت کی تشبیہات کے سلسلے میں بھری پڑی ہیں، یقیناً ہمارے بزرگوں نے ان تشبیہات کے سلسلے میں اپنی جودت طبع کا بھرپور مظاہرہ فرمایا ہے لیکن ہماری نئی نسل تشبیہات کیلئے کسی نئی تلاش کے بجائے روایات کی لکیر پیٹتی جارہی ہے، ایسے عالم میں جب بھی کوئی نئی تلاش سامنے آتی ہے تو بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ طوطی راجستھان پیرزادہ حضرت مولانا چمن قادری کا ہے۔ موصوف نے چتوڑ گڑھ (راجستھان) کے جلسے کو خطاب کرتے ہوئے ایک نئی تشبیہ کا اضافہ کرتے ہوئے برجستہ فرمایا" انکی صورت دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تَبَّتْ یَدَا انہی کے لئے نازل ہوئی ہو"

موخرہ، پس لفظ اور...

ایک صاحب اپنی قلمی کتاب سپرد خاکسار کرتے ہوئے بولے "اسے ملاحظہ کرنے کے بعد اس پر مقدمہ لکھ دیجئے!" میں نے کہا "مقدمہ لکھوں۔؟ یا موخرہ۔؟ انھوں نے اچنبھے کے ساتھ میرا منھ تکتے ہوئے فرمایا۔

یہ، موخرہ کیا چیز ہوتی ہے؟ ۔۔۔ میں نے کہا۔

موخرہ کوئی الگ مفہوم نہیں رکھتا بلکہ اسی مقدمے کا بدلا ہوا مقام ہوتا ہے، مثلاً عام طور پر لوگ مقدمہ اور پیش لفظ وغیرہ کے نام سے اپنی کتابوں پر دوسروں سے" نوعِ تعریفی قسم کا مضمون لکھواتے ہیں اور حسب منشا اس میں اپنی تعریف نہ پاکر اسے کتاب کے اخیر میں جگہ دیتے ہیں اس لئے میرے خیال سے اُسے مقدمہ اور پیش لفظ کے بجائے "موخرہ" اور "پس لفظ" کہنا چاہئے۔"

میرے ایک ادبی دوست ڈاکٹر اختر بستوی لکچرر شعبۂ اُردو گورکھپور یونیورسٹی نے جب" موخرہ" اور "پس لفظ" کا نام سنا تو انھوں نے اسکی بھرپور تائید کرتے ہوئے اپنی ایک اور نادر دریافت پیش کی فرمانے لگے۔" مولانا! میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ادبی معاشرے میں کچھ ایسے عناصر بھی ہیں جو گڑگڑا گڑگڑا کر دوسروں سے پیش لفظ لکھواتے ہیں لیکن اسکو حسب منشار نہ پاکر نکال باہر پھینکتے ہیں یعنی سرے سے کتاب میں چھپواتے ہی نہیں۔ میرے خیال سے ایسے "پیش لفظ" کو "پشم لفظ" کہنا چاہئے ۔۔۔"

عطا ہے

پہلے جلسے یا مشاعرے کا شاعر جب کہتا تھا" عرض کیا ہے۔!" اسکے جواب میں سامعین،" ارشاد ہو"! یا "عطا ہو"! کہتے تھے ۔۔۔ لیکن پچھلی دہائی سے باذوق سامعین نے "ارشاد ہو" کو" ارشاد کیجئے!" سے بدل دیا مگر" عطا ہو" اپنی جگہ کھڑا رہا لیکن پچھلے دنوں" عرس عزیزی" کے موقع پر مبارکپور میں ایک ممتاز خطیب یعنی مولانا قمرالزماں خاں صاحب نے اس کو بھی چت کر دیا، وہ اسطرح کہ جب بیکل صاحب نے نعت شریف پیش کرتے ہوئے کہا" ملاحظہ فرمائیں!"

تو مولانا موصوف نے تڑاخ سے کہا" عطا ہے!" اور پھر سے ہم کو مسکرا کر دیکھا۔ ہم نے کہا" ٹھیک ہے" ۔۔۔ کہنے لگے" یعنی آپکو مل گیا۔۔۔؟"

مطلب یہ کہ" واردات" میں چھپوانے کیلئے یہ انکا حسن فرمائش تھا یا فرمائشی حُسن تھا چونکہ ہم اپنے رقیبوں کے حد درجہ فرمانبردار واقع ہوئے

پسینۂ مبارکؐ

مولانا جہانگیر خاں صاحب

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا ہر بات ہر صفت اور ہر شان قدرت الٰہی کا ظہور اور معجزہ پر کیف و سرور تھی آپ کے اعضا جسم مبارک بھی اعجاز سے معمور نظر آتے تھے۔ آپ کے بدن مبارک سے سدا بہار کی خوشبو آتی تھی جس مجلس میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوتے تھے حاضرین کے دماغ معطر ہو جاتے تھے۔ جس راہ سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم گذر جاتے تھے گلی کوچے مہک جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینۂ مبارک عطریات کا خزینہ تھا۔ مدینہ منورہ کی عورتیں امہات المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینۂ مطہر کے چند قطرات حاصل کرنے کی درخواست کرتی تھیں اور آپ کا پسینہ لیکر اپنے بدن میں ملتی تھیں مدتوں تک انکے بدن میں خوشبو رہتی تھی۔ جو کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تمام روز اس کے ہاتھوں میں خوشبو آیا کرتی اور اگر اپنا دست مبارک کسی لڑکے کے سر پر رکھ دیتے تو وہ لڑکا تمام لڑکوں میں خوشبو سے مشہور اور ممتاز ہوتا اور آپکے پسینے سے مشک و عنبر کی خوشبو آیا کرتی۔

بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں لا شممت مسکاً ولا عنبرۃً اور میں نے کوئی مشک اور کوئی عنبر کو سونگھا کہ انکی خوشبو زیادہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خوشبو سے یعنی آپکے بدن مبارک کی خوشبو مشک و عنبر و تمام خوشبویات سے کہیں زیادہ تھی سبحان اللہ کیا شان مبارک تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کبھی کوئی ایسا عطر نہیں سونگھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینۂ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر نکلے اور اپنے گھر والوں کی طرف تشریف لے چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر نکلا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چند لڑکے حاضر ہوتے تو آپ اپنے دست مبارک کو ان بچوں کے گالوں پر ایک ایک کرکے ملنے لگے اب رہ گیا میں تو آپ نے میرے گال پر بھی اپنا ہاتھ پھیرا پھیرا اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ایک گال پر ہاتھ مبارک پھیرا تو میرا وہ گال میرے دوسرے گال سے بہتر و خوبصورت ہو گیا میں نے آپکے دست مبارک میں ٹھنڈک اور خوشبو پائی جسطرح کوئی شخص عطر بیچنے والے کی کپی میں ہاتھ ڈالے اور ہاتھ نکالے تو اسکا ہاتھ خوشبو دار ہو جاتا ہے اس طرح حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک خوشبو دار تھا۔ آپکا پسینۂ مبارک آپکے چہرۂ مبارک موتی کے مانند تھا مشک تیز بو سے زیادہ خوشبودار تھا اس حدیث کو ابونعیم نے روایت کی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی گلیوں میں سے کسی ایک گلی سے گذرتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم من ھذا الطریق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راستہ سے گذرے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر تشریف لائے تو دست مبارک کو صحابہ کرام اپنے چہروں پر ملنے لگے میں نے بھی آپکا دست مبارک اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (بخاری)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب میں مصافحہ کرتا تھا اور میرا ہاتھ آپکے ہاتھ مبارک سے مس ہو جاتا تھا تو میں اسکا اثر بعد کو بھی پاتا تھا اور میرے ہاتھ میں مشک سے بھی زیادہ خوشبو آتی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بیٹی کا نکاح ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں ہے۔ آپ کچھ خوشبو عنایت فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کل تم ایک کشادہ منہ کی شیشی لے کر حاضر ہو! تو آپنے دونوں بازوؤں کا پسینہ اس شیشی

میں ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ شیشی بھر گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے بیجاؤ اور بیٹی سے کہدو کہ اس میں سے نکالیا کرے وہ خوش نصیب لڑکی جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینۂ مبارک کو استعمال کرتی تھی تو مدینہ طیبہ کی تمام آبادی تک اسکی خوشبو پہونچتی تھی یہاںتک کہ اسکے گھر کا نام بیت المطیبین یعنی خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے اور آپ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا تو اُم سلیم آپ کے پسینۂ مبارک کو عطر و خوشبو میں ملاتی تھیں پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ اُم سلیم پسینہ کیوں لیتی ہو اور کیا کرتی ہو؟ ام سلیم نے عرض کیا کہ آپکے پسینۂ مبارک کو اپنے خوشبو میں ملاتی ہوں کیوں کہ آپ کا پسینۂ مبارک میں تمام عطریات سے زیادہ خوشبو ہے۔ بخاری ومسلم کی ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے کہ ام سلیم نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے چھوٹے بچوں کیلئے آپکے پسینۂ مبارک سے برکت کی امید رکھتے ہیں اور ان سبھوں کے منھ اور بدن پر مالش کرتے ہیں تاکہ اس کی برکت سے تمام بلاؤں سے محفوظ رہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ــــــ

مسلمان عورت کا لباس کا بقیہ صفحہ ۴۰ سے آگے

(۱) ایک شرط یہ ہے کہ اُس لباس سے عورت کا پورا بدن اسطرح چھپا ہوا ہو کہ اس کا کوئی حصہ نظر نہ آتا ہو اور یہ کہ کوئی اس کے ارادے کے بغیر از خود ظاہر ہو جائے یا اسکو چھپانا ممکن ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اے نبی! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ جب گھر سے باہر نکلیں تو اپنی نگاہیں نیچی کر رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اسکے کہ جو ظاہر ہو (یا جو ظاہر ہو جائے) اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں مسلمان عورت کا لباس اس قسم کا ہونا چاہیئے کہ اس سے اسکی آرائش و زیبائش کی نمائش نہ ہوتی ہو۔ البتہ جو چیز خود ظاہر ہو۔ جیسے وہ چادر یا برقع جسے اوپر سے اوڑھا جاتا ہے۔ کیونکہ اسکا چھپانا تو بہر حال ناممکن ہے یا جو چیز عورت کے ارادے کے بغیر خود ظاہر ہو جائے۔ جیسے چادر یا برقع کا ہٹا سے کھل جانا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت نہیں ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ یعنی عورتیں غیر محرم مردوں کیلئے اپنی زینت کا کوئی حصہ کھلا نہ رہنے دیں سوائے اس حصے کے جسکا چھپانا ممکن نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد وہ چادر یا کپڑا ہے جسے عرب کی عورتیں پردہ کرنے کیلئے اپنے لباس کے اوپر پہنا کرتی تھیں۔ یا اس سے مراد وہ کپڑے ہو سکتے ہیں جو نیچے کیطرف ہوں اور چادر وغیرہ سے چھپے ہوئے نہ ہوں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ جس کپڑے سے پردہ کیلئے (یعنی برقعہ یا چادر) وہ بذات خود زینت اور اپنے اندر غیر معمولی کشش رکھنے والا نہ ہو۔ مذکورہ بالا آیت کا اطلاق جسطرح بدن پر پہنے ہوئے کپڑے کیلئے ہو سکتا ہے، اسی طرح چادر یا برقع کیلئے بھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ ایسا خوبصورت اور مزین ہو کہ لوگوں کی نگاہیں اسکی طرف خود بخود اٹھتی ہوں۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ لباس یا برقعہ میں خوشبو نہ لگی ہو۔

کرلا قریش نگر بمبئی میں سُنی تبلیغی جماعت کی تنظیمی کانفرنس

کرلا قریش نگر بمبئی میں ۲۶ نومبر ۱۹۸۳ء آل انڈیا سُنی تبلیغی جماعت کی عظیم الشان کانفرنس زیر صدارت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی منعقد ہوئی۔ اسٹیج علماء، مشائخ، ائمہ مساجد اور شعراء اسلام سے کچھا کچھ بھرا ہوا تھا اپنی سجاوٹ میں کانفرنس بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔ اخراجات کی پوری ذمہ داری جناب سیٹھ مشتاق احمد صاحب نے برداشت کئے محسوس ہوا اب سنی تبلیغی جماعت دلوں میں گھر بنا چکی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کرلا قریش نگر میں اس کے دفتر کا قیام عمل میں لایا جائے گا اور ایک مبلغ کا تقرر بھی کیا حضرت خطیب مشرق علامہ نظامی مدظلہ تمام مسلمانوں کی طرف سے قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے ہمکو جماعت بھی دی اور سنی تبلیغی جماعت کے تحت ادارہ شرعیہ بھی دیا جس کی سخت ضرورت تھی۔

مہدی حسن گوہر نظامی

غیر فانی کہانیاں

مولانا راہی ضیائی

ایک دفعہ جب بنی اسرائیل نہایت شدید قسم کے قحط سے دوچار ہوئے تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی تمام امت کو ساتھ لے کر طلب باراں کے لئے یکے بعد دیگرے تین تین دفعہ شہر سے باہر نکلے۔ ہر چند آپ نے دعا کی، مگر مقرون باجابت نہ ہوئی۔ بالآخر وحی نازل ہوئی ——— "اے موسیٰ! تمہاری امت میں ایک شخص چغل خور ہے، جب تک وہ تائب نہ ہوگا، دعا مقبول نہ ہوگی ———"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ——— "میرے معبود! مجھے بتا وہ کون شخص ہے تاکہ اپنی جماعت سے اس کا اخراج کر دوں ———!"

ارشاد باری ہوا ——— "نہیں موسیٰ! میں کہ چغلخوری سے منع کرتا ہوں، خود کیونکر کروں ———؟"

اس کے بعد جب تمام لوگوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے چغل خوری سے توبہ کرلی تو باران رحمت ٹوٹ کر نازل ہوئی۔

(مفہوم)

✡

ایک یمن کے ایک نصرانی نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی : ———

اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر من نور اللہ۔

(یعنی بندۂ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے)

سنا تو اس کے دل میں اس کی صداقت کو پرکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ لہٰذا اس نے اُدھر کے نصاریٰ کے دستور کے مطابق زنار باندھا اور اوپر سے مسلمانوں جیسی وضع اختیار کی اور علماء و مشائخ کی مجلس کا دورہ کرنا شروع کیا۔

علماء و مشائخ سے اس حدیث کے متعلق سوالات کرتا۔ وہ الگ الگ انداز سے اسے جوابات عنایت فرما دیتے۔ لیکن اس کا اطمینان کسی بھی عالم یا شیخ کے جواب سے نہ ہو سکا۔ کہ ان ہی ایام میں اس کی رسائی سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس بارگاہ میں ہوئی، اور اس نے آپ سے مذکورہ حدیث کا مفہوم دریافت کیا، آپ نے برجستہ فرمایا۔ ——— "نصرانیت چھوڑ، زنار توڑ، اور داخل اسلام ہو جا ———!"

اتنا سنتے ہی وہ نصرانی بیتاب ہو اٹھا، اور حضرت سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر تائب ہو کر قبول اسلام کیا۔ اور کہا ——— "سیدی! میں نے بہت سے علماء و مشائخ کی بارگاہوں میں حاضری دی۔ اور ان سے اسی مفہوم کا استفسار کیا، مگر کسی نے مجھ کو نہ پہچانا۔ کیا وجہ ہے ———؟"

آپ نے ارشاد فرمایا ——— "ایسی بات نہیں ہے بلکہ تمہاری شناخت سبھوں نے کی ہے البتہ انھوں نے تعرض اس لئے نہیں کیا کہ تمہارا قبول اسلام میرے ہاتھوں پر مقدر تھا ———!!"

(سماع)

✡

ایک شہر میں دو نابینا رہا کرتے تھے، دونوں شہر کے ایک

چوراہے پر بیٹھ کر صدا لگایا کرتے مگر دونوں کی صدا کے انداز الگ الگ ہوتے۔

ایک کہتا ——— "اے اللہ! اپنے فضل سے نوازدے!"

دوسرا کہتا ——— "اے اللہ! ام جعفر کے فضل سے نوازدے!!"

ام جعفر شہر کی امیر ترین عورت تھیں اور اپنی داد و دہش کی وجہ سے پورے علاقے میں مشہور تھیں۔ جب انھیں دونوں نابینا کا حال معلوم ہوا تو اپنے طور پر ان دونوں کا وظیفہ مقرر کر لیا۔

ام جعفر کی ہدایت کے مطابق نوکر دونوں نابیناؤں کو ان کا وظیفہ روزانہ پہنچا دیا کرتے تھے ——— ایک کو روزانہ دو درہم مل جایا کرتے اور دوسرے کو دو روٹیاں اور ایک عدد مرغِ مسلّم جس کے شکم میں مزید دس دینار ام جعفر رکھوا دیا کرتیں۔

دوسرا نابینا اپنے حصے کی روٹیاں اور مرغ مسلّم لے کر اپنے نابینا ساتھی کے ہاتھ اس کے دو درہم کے بدلے فروخت کر دیتا۔ اسی طرح ایک مہینہ گذر گیا ——— ایک دن ام جعفر نے اپنے چند آدمیوں کو پوری تفصیل بتا کر دوسرے نابینا کے پاس بھیجا ——— ام جعفر کے آدمیوں نے اس دوسرے نابینا سے پوچھا ———

——— "اب تو تم ام جعفر کے فضل سے امیر بن گئے ہو گے ——— ؟"

"ام جعفر نے مجھے کیا دیا ہے کہ میں امیر بن جاؤں ——— ؟"

دوسرے نابینا نے چونکتے ہوئے جواب دیا ——— "دو روٹی اور ایک بھنے ہوئے مرغ کے سہارے آج تک کوئی امیر نہیں بنا ہے۔!"

لوگوں نے جب اس نابینا کو یہ بات بتائی کہ بھنے ہوئے مرغ کے شکم میں ام جعفر تمھارے لئے روزانہ مزید دس دینار چھپا کر رکھوا دیا کرتی تھیں۔ جو اب تک پورے تین سو دینار ہو گئے ——— "کیا وہ تمھیں نہیں ملے ——— ؟"

دوسرے نابینا نے بہت حیرت و افسوس سے جواب دیا۔

"اے کاش! مجھے معلوم ہوتا تو کبھی بھی اپنے نابینا ساتھی کے ہاتھ اسکے دو درہم کے عوض اپنے حصے کی چیزیں فروخت نہ کرتا ——— !"

——— جب واقعات ام جعفر کو معلوم ہوئے تو بے ساختہ کہہ اٹھیں ——— "یہ خدا کی ہی شان ہے کہ جسے چاہے امیر بنائے جسے چاہے غریب رکھے ——— !!"

(ترجمہ)

آہ! ——— مولانا علی احمد علیہ الرحمہ

یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ حضرت مولانا الحاج علی احمد صاحب علیہ الرحمہ جمعرات ۳ نومبر ۱۹۸۳ء کو فاطمہ ہسپتال مئوناتھ بھنجن میں طویل علالت کے سبب صبح ۷ بجے وصال فرما گئے، موصوف نے درس نظامیہ کی تکمیل دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں کی فراغت کے بعد سے آخر دم تک دارالعلوم سے وابستہ رہے درس و تدریس اور دفتر سے متعلق خدمات انجام دیتے رہے تقریباً ۴۵ برس تک سال بسال بمبئی بھیونڈی مالیگاؤں ناسک برہانپور، ناگپور وغیرہ مقامات پر دارالعلوم کی سفارت کی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اس کام کو انجام دیتے رہے آپ کی رحلت سے ارکان و اساتذہ اور طلبہ ہی نہیں پوری آبادی کو دکھ پہونچی بہت بڑی تعداد میں مبارکپور اور ضلع کے متعدد مقامات سے آکر لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی ممدوح نے پسماندگان میں اپنی بیوہ اور متعدد بچے اور بچیاں چھوڑی رب کائنات آپکی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر و شکر کی توفیق۔

ناظرین بالخصوص وابستگان اشرفیہ سے درخواست ہے کہ مدارس اہل سنت میں قرآن خوانی کرا کے ایصال ثواب کریں۔ المعلن محمد حامد ابن قاری محمد یحیٰی صاحب مبارکپور

حضرت ملا مسیح اللہ رجعتی مدظلہٗ

ارشادات

شروع کرتا ہوں آج بوجہ تفکرات دنیاوی کے ارشات مختصرہ کو اپنے ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے جو ہے بزرگ و برتر اور معین و مددگار اپنے بندوں کا اوپر اس زمین دنیائے ناپائیدار کے۔

رہے نام اللہ کا۔ ایک دن گیے ہمارے نورچشم بلند اقبال سلمہٗ ارادہ سے چہل قدمی کے طرف بازار کے اور ملتے گئے لوگوں پڑھے لکھے سے درمیان راستہ کے۔ پس مل گیا ان کو ایک جوان جو تھا عطار ایک حکیم کا۔ اور نہیں تھے حکیم صاحب آدمی طرف دار اس نو زائیدہ اور خود ساختہ "جماعت تبلیغ" کے جب کہ تھا ان کا عطار ایجنٹ اس جماعت کا اور باندھا کرتا تھا پل تعریفوں کا علمائے جماعت کے اور کرتا تھا ظاہر ان میں سے ہر ایک کو مانند بزرگان دین زمانہ گذشتہ کے اور کرتا تھا سنانا قصے انکی کرامتوں کے۔ جیسے کہا تھا اس نے ایک دن کہ جاتا تھا جماعت کے لوگوں کو ایک مرتبہ طوفان میل سے اور رکتی یہ جماعت جس اسٹیشن پہ وہاں نہیں تھا قانون روکنے کا اس طرح کی گاڑیوں تیز رفتار کو۔ پس تحقیق کہ جب پہنچ گئے یہ لوگ اسٹیشن پہ اور لینا چاہا ٹکٹ تو نہیں دیا اسٹیشن ماسٹر نے اور کہا ان سے کہ نہیں رُکے گی یہ گاڑی اس اسٹیشن پہ۔ پس کی ان لوگوں نے بہت سی خوشامدیں اس کی مگر نہیں دیا اس پہ بھی ٹکٹ ان لوگوں کو۔ اتنے میں آگئی گاڑی اور رک گئی اچانک اسٹیشن پہ۔ تو حیران ہوئے عملے اسٹیشن کے اور ڈرائیور اور گارڈ اس گاڑی کے اور پڑ گئے سارے مسافرین اچنبے میں ــــ پھر بہت کی کوشش ڈرائیور نے چلانے کو انجن کی مگر نہیں سرک سکی گاڑی آگے مانند ایک انچ کے بھی!

پھر لگ گئے مسریان ماہر واسطے جانچنے خرابی اصلی لیکن نہیں نکل سکی کوئی خرابی انجن میں اور ڈبوں میں گاڑی کے ــــ پس ــ گزر گیا وقت بہ مقدار کثیر تو گیا ایک شخص اس جماعت کا نزدیک ڈرائیور اور گارڈ کے اور کہا اس نے کہ ہیں ہماری جماعت میں بڑے بڑے بزرگان اللہ والے۔ اور جانا ہے انکو ضروری واسطے تبلیغ دین کے اور نہیں دے رہا ہے اجازت ان کو جانے کی اسٹیشن ماسٹر ــــ

اب جان لیجئے آپ اس بات کو کہ نہیں لیں گے جب تک آپ لوگ اس جماعت کو اس گاڑی میں نہیں چلے گی اس وقت تک گاڑی۔

پس تحقیق کہ ہو گئے آخر میں تیار ڈرائیور اور گارڈ واسطے سوار کرنے اس جماعت کے۔ اور بیٹھے جیسے ہی سب اندر اس گاڑی کے، کھل گئی ٹرین اپنے آپ سے۔

ــــ بس کہ دیا درمیان اپنی گفتگوئے سابق کے اس عطار نے ہمارے لڑکے سے کہ نہیں سننا چاہئے آپ لوگوں کو ریڈیو درمیان اس دنیائے فانی کے۔ کیونکہ جب نہیں دیکھتا ہے آدمی بولنے والے کو تو ہوتی ہے سنائی دینے والی آواز شیطان کی مطابق حکم شریعت کے لیکن نہیں مان سکتے میرے نورچشم سلمہٗ اس بات کو اور دے رہے تھے وہ دلیلیں اوپر اپنے دعوے کے جنہیں نہیں مان رہا تھا وہ بوجہ کج بحثی اور کٹھ حجتی کے، جو ہے خاصہ اس جماعت کے افراد کا۔

اتنے میں آگیا ایک نوجوان، جو تھا ہم خیال اس عطار کا، اور لیئے ہوئے تھا ہاتھ میں ایک نیا ٹیپ ریکارڈ۔ اور کاٹ دی بات اس نے ان دونوں کی۔ دراں حالیکہ نہیں سنا تھا اس نے گفتگو کو شروع سے اور نہیں سمجھ سکا تھا وہ باریکیوں کو گفتگو کی۔ پھر کہا اس نے اس طرح کہ • چھوڑ دیئے آپ لوگ اس بحث کو اور سنئے ایک بہترین غزل!

مگر رہے نام اللہ کا! خوب خوب مدد کی اللہ تعالیٰ نے میرے نور نظر کی اور جیسے ہی شروع کیا اس نے بجانا اس ٹیپ ریکارڈ کو بس سنائی دینے لگی ایک ایک حضرت مولانا کے تبلیغ کی جو کہہ رہے تھے۔ رو رو کر یاد رکھو مسلمانو! میں نہیں اٹھاؤں گا ہاتھوں اپنے کو واسطے دعا کے اس وقت تک جب تک نہیں لکھاؤ گے اپنا نام واسطے

چلنے کے چلہ میں! اور ہوگا یہ چلہ کم سے کم اکتالیس دنوں کا......"۔

پس تحقیق کہ کر دیا شروع ہمارے نورِ نظر نے پڑھنا لاحول کا اور کہا یہ کہ بند کیجئے اپنے اس باجۂ انگریزی کو کہ سنائی دے رہی ہے آواز اس سے شیطان کی! اور نہیں دیتا ہے زیب ہم لوگوں کو سننا آوازوں کا شیطانوں کی۔

پس ہو گئے وہ دونوں لال پیلے مارے غیض و غضب کے اور کہنے لگے کہ کیوں کہتے ہیں آپ یہ الفاظ ناشائستہ شان میں جو ہیں حضرت کے غنیمت اس زمانہ موجودہ میں بوجہ علم و فضل اور پرہیزگاری و خداترسی کے۔ تو دیا جواب ہمارے نورِ نظر نے کہ کیوں بگڑ رہے ہیں آپ دونوں میرے پڑھنے پر لاحول کے؟ کیونکہ ابھی کہا ہے عطار صاحب نے کہ اگر سنائی دے آواز ایسے شخص کی جو نہیں ہو سامنے نگاہوں کے تو ہوتی ہے وہ آواز شیطان ملعون کی۔ تو اگر پڑھا ہے ہم نے لاحول اوپر ایسی آواز کے تو کیا قصور ہے میرا درمیان اس امر کے؟

پس لگا بغلیں جھانکنے عطار اور پسینے لگا دانتوں کو اپنے یہ نووارد۔ اور پھر الجھ پڑے یہ دونوں آپس میں اور چلے آئے اٹھ نورِ چشم سلمۂ وہاں سے پڑھتے ہوئے لاحول کے۔ لیکن نہیں چل رہا پتہ انجام کا اس تذکرۂ آوازِ شیطان کا۔

آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی شہیدِ اعظم کانفرنس

حسبِ معمول امسال بھی ۱۲ محرم الحرام [illegible] کو مستان تالاب کے وسیع گراؤنڈ میں سنی جمیعۃ العلماء کے زیرِ اہتمام عظیم الشان شہیدِ اعظم کانفرنس منعقد ہوئی۔ اسٹیج علماء و مشائخ، ائمہ مساجد معززین و عمائد اہلسنت سے بھرا ہوا تھا۔ ہزارہا افراد نے شرکت کی اور علماء کی حالاتِ حاضرہ پر بہت کامیاب تقریریں ہوئیں اور امام عالی مقام کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا اور حالاتِ حاضرہ کے تحت اہم تجاویز منظور کیں۔

ابھی تک دفتر سے (بمبئی) سے رپورٹ نہیں موصول ہو سکی ہے — انتظار ہے۔ (ادارہ)

غزل

آغا انتظار غازی پوری

دنیا سے کون جاتا ہے اپنی خوشی کے ساتھ
وابستہ ہو اگر نہ اجل زندگی کے ساتھ

بس اتنی رسم و راہ ہے اس زندگی کے ساتھ
ایک اجنبی سفر میں ملا اجنبی کے ساتھ

یوں دشمنی بھی چلتی ہے اب دوستی کے ساتھ
جیسے اندھیرا رہتا ہے ہر روشنی کے ساتھ

مل جائے مجھکو خاک جو قدموں کے آپ کے
دل کیا ہے میں تو جان بھی دیدوں خوشی کے ساتھ

اس مفلسی میں میرے سبھی یار و غمگسار
ملتے ہیں راستے میں بڑی بے رخی کے ساتھ

دولت اگر خلوص کی ہے دل میں آپ کے
یارو دلوں میں بانٹ دیجئے دریا دلی کے ساتھ

تنہا گذار دی ہے محبت کی زندگی
کوئی ہے غم کے ساتھ نہ کوئی خوشی کے ساتھ

عقبیٰ کا بھی غم تمہارا ابھی غم اور غمِ جہاں
کتنی مصیبتیں ہیں یہاں آدمی کے ساتھ

کیا مجھکو خوف حشر میں پرسش کا انتظار
تیرا تو حشر ہوگا محبِ نبی کے ساتھ

ہند کا عظیم روحانی پاور ہاؤس

غلام حسین حکیم

انوار خدا کا سب سے عظیم پاور ہاؤس مدینہ منورہ ہے جسمیں آرام فرمانے والے سراپا نور کا قلب منور مرکز انوار الٰہی ہے اس نورانی دل پر انوار تجلیات کی اس کثرت سے بارش بارش ہوتی ہے کہ جسم منور سے نوری کرنیں پھوٹ کر قرۂ نور کی حسین و جمیل جالیوں سے چھن چھن کر نکل رہی ہیں۔ یہی نورانی کرنیں اولیاء اللہ کے قلوب کو نور معرفت سے منور کرتے کرتے انکے دلوں کو مرکز نور بنا دیتی ہیں۔

یوں تو ہندوستان میں مرکز انوار الٰہی سے کنکشن شدہ اور بھی سب اسٹیشن تھے لیکن ضرورت ایسی برابر کی تھی جسکی مشین اتنا پاور رکھتی ہو جو مرکز سے کثیر نور حاصل کر کے بغیر کے تمام اسٹیشنوں کو حسب ضرورت نور بہم پہنچا سکے۔ چنانچہ اس اہم کام کیلئے قدرت الٰہی نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرما کر اس عظیم نعمت سے نوازا۔ انھیں کے ذریعہ اہل ہند کو روحانیت کے نور سے فیضیاب کیا۔ اجمیر کو رونق بخشنے والے انسان کو قدرت نے جن روحانی عرفانی اور ایمانی قوتوں سے سرفراز فرمایا وہ آفتاب نصف النہار کی طرح عالم پر روشن ہیں۔ جن کی ضیا باریوں نے ہند کے ذرہ ذرہ کی قسمت جگادی۔ اس رہبر انسانیت نے اس حسن خوبی سے اپنے فرائض انجام دیئے کہ کفر و ضلالت کی غار سے انسانوں کو نکال کر صراط مستقیم کی بلندیوں پر فائز کر دیا باطل پرستوں کے خزاں زدہ قلوب کو حق پرستی کی بہار میسر آئی۔ ظلم و ستم کے خوگروں کو عدل و مساوات کی دعوت ملی۔ اخوت کا چمن کھلنے لگا، انصاف کے پھول مہکنے لگے۔ ایثار کی کلیاں چٹکنے لگیں۔ وفا کے عنادل چہکنے لگے ہر طرف چمن میں صداقت کی بہار نظر آنے لگی۔ اس عطائے رسول کا کیا کہنا جس نے زور عدل سے ظلم کی کلائی مروڑ کر رکھ دی۔ اس داعی محبت نے سچائی کے ترکش سے نکالے ہوئے وفا کے تیر روحانیت کے کمان سے کچھ اس شان سے چلائے کہ جو ان کا نشانہ بن گیا دو عالم میں سرخرو ہوگیا۔ اس بہادر نے ہمدردی کی تیغ سے بغض و نفرت کے دیو کا گلا کاٹ دیا۔ وہ مجاہد جس نے اخوت کے خنجر سے عداوت کے سینے کو زخمی کر دیا اسی غازی نے صبر و توکل کی سپر سے ستم کے ہر وار کو روکا اسی مرد خدا کی بدولت برائی کی خزاں دور ہوئی۔ نیکیوں پر بہار آئی اور کثرت کے مقابلہ میں وحدت کے وہ جوہر دکھائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔

تاریخ کے اوراق کسی وقت بھی پلٹئے ہندالولی کی غریب نوازی کا نغمہ سنائیں گے۔ ان کے تصانیف ہر دور میں راہ معرفت کی راہ کا تابنا ہونگی انکے فرمودہ اشعار کیف و نور کے دریا بہا کر دلوں کو تازگی بخشیں گے انکا خاموش گنبد ہر زائر کو انکی عظمت و بزرگی کے قصیدے سنا رہا ہے۔ ان کے نام کی بدولت اللہ غریبوں کی مشکل کشائی فرمائے۔ اس کے مبارک نام کی برکت کا کیا ٹھکانا جس کے روئے منور کی زیارت سے لاکھوں انسانوں کے دل نور ایمان سے منور ہوگئے اس رخ پر نور کی تجلیوں کا کیا کہنا۔ رخ ہند کو غازۂ توحید عطا کرنے والا عالم، گیسوئے روزگار کو شانۂ عمل سے سنوارنے والا عامل۔ محفل انسانیت کو رونق بخشنے والا زاہد، بزم آدمیت کی زینت بڑھانے والا عابد، زمین کو رشک آسمان بنانے والا خورشید ولایت مطلع انوار پر تا قیامت درخشاں رہ کر انوار الٰہی سے قلوب کو منور کرتا رہیگا۔ یہ وہ مرکز نور ہے جس کے فیض نور سے جانے کتنے انسان نور ایمان سے منور ہوگئے اور جانے کیسے کیسے انسان ولی اللہ بن گئے۔ جو اپنے نور باطن سے مخلوق خدا کے دلوں کو منور کر رہے ہیں۔

ہندوستان کے اس عظیم روحانی پاور ہاؤس کی متعدد شاخیں پھیلی ہوئی ہیں وہ سب اپنی اپنی جگہ اور مقام کے اعتبار سے اہم ہیں مگر ان میں دو شخصیتیں ممتاز ہیں۔ ایک قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جن کا مزار پر انوار زینت دہلی ہے اور دوسرے سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ جن کا روضۂ مبارک رونق ناگور ہے انھیں مرکز نور سے وہ روحانی نورانیت حاصل ہوتی ہے کہ اگر انھیں اپنے اپنے مقام ولایت کے آفتاب کہئے تو بجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نورانی ہستیوں کے نقش قدم پر چل کر نورانیت حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

چھینک کو عربی میں عطاس کہتے ہیں۔ عطسہ کے معنی چھینک ہے جماہی کرنے کو عربی میں تثاؤب کہتے ہیں۔ ثوباء اسم ہے۔ جس کا معنی جماہی ہے۔

عطسہ سبب خفت دماغ وصفائے قوتِ ادراکیہ است پس باعث ومعین می شود صاحبش را بر طاعت وحضور قلب مع اللہ وتثاؤب ناشی می گردد از امتلا وثقلِ نفس وکدورتِ حواس وموجبِ غفلت وکسالت وسوءِ فہم ست ومانع است آدمی را از نشاط در طاعت — (اشعۃ اللمعات)

چھینک دماغ کے ہلکا ہونے اور سمجھ والی قوتوں کے صاف ہونے کا سبب ہے جس کی وجہ سے چھینک والے کی اللہ کی طاعت اور اللہ کے ساتھ حضور قلب کی مددگار ہوتی ہے اور جماہی پیٹ کے بھرنے جسم کے بھاری پن اور حواس کی کدورت سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ غفلت سستی اور نا سمجھی پیدا کرتی ہے اور آدمی کو بندگی میں خوشی و فرحت سے روکنے والی ہوتی ہے

اسی وجہ سے جماہی کو شیطان کی طرف سے کہا اور اس کی طرف منسوب کیا۔ اللہ تعالیٰ کے چھینک کو پسند فرمانے اور جماہی کو ناگوار سمجھنے میں ان دونوں کے ثمرہ اور نتیجہ کا اعتبار ہے کیونکہ چھینک عبادت میں نشاط و سرور پیدا کرتی ہے اور جماہی عبادت میں سستی پیدا کرتی ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جماہی کبھی نہیں آئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہا بے شک اللہ چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جماہی کو ناگوار سمجھتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو چھینک ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اللہ کی حمد کہے (الحمد للّٰہ کہے) اور ہر مسلمان پر جو اس کو سنے حق ہے کہ وہ اس کے لئے یَرْحَمُکَ اللّٰہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہے۔ اور بہر حال جماہی بے شک وہ شیطان سے ہے پس جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اس کو ہٹائے جہاں تک طاقت ہو اس لئے کہ تم میں سے کوئی جب جماہی کرتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔ (بخاری)۔

دوسری حدیث بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ الحمد للّٰہ کہے اور اسکے لئے اس کا بھائی یا ساتھی یرحمک اللّٰہ کہے۔ پس جب وہ اسکے لئے یرحمک اللّٰہ کہے تو چھینکنے والے کو چاہئے کہ یہدیکم اللّٰہ (اللہ تمہاری ہدایت کرے) ویصلح بالکم (تمہارا حال درست فرمائے) کہے۔ (بخاری)

چھینک کرنے والے کو یہ تعلیم دی گئی کہ وہ اپنی زبان سے خود الحمد للّٰہ کہے اور اگر اسکے ساتھ رب العالمین زیادہ کرے یعنی الحمد للّٰہ رب العالمین کہے تو بہتر ہے اور اگر الحمد للّٰہ علیٰ کلِّ حال کہے تو زیادہ افضل ہے اس طرح علامہ طیبی نے کہا۔

چھینک کے بعد اللہ کی حمد بیان کرنے میں حکمت یہ ہے کہ چھینک دماغ کی صحت اور مزاج کی قوت کی علامت ہے اس لئے کہ تکلیف دینے والے کیڑے جوف شکم کی طرف سے دماغ کی طرف دوڑتے ہیں پس اگر دماغ صحت و قوت رکھتا ہے تو اس کو روک دیتے ہیں اور دفع کر دیتے ہیں اور قبول نہیں کرتے لیکن جب دماغی قوت میں کمی ہوتی ہے تو اسے روکنے کی طاقت

ختم ہو جاتی ہے اور چھینک نہیں آتی اس لئے یہ حکم ہے کہ چھینک آنے پر الحمد للہ کہا جائے۔

دوسری حکمت جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت انسان کو چھینک آتی ہے اس لمحہ کیلئے حرکت قلب رک جاتی ہے۔ قلب کی حرکت کا رکنا موت ہے گویا موت کے بعد پھر ایک نئی زندگی ملتی ہے اس لئے زندگی کے پائے جانے پر اللہ کی حمد کہنا چاہئے۔

پھر ہر سننے والے مسلمان پر جو الحمد للہ کی آواز چھینکنے والے کیطرف سے سُنے وہ یرحمک اللہ کہے ایسا کہنا ہر مسلمان پر حق اور واجب ہے یا یَرْحَمُکُمُ اللہ کہے۔ اس عبادت سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ چھینکنے والے کا جواب یرحمک اللہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن علماء کا اس میں اختلاف ہے اور حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ایسا کہنا واجب علی الکفایہ ہے اگر حاضرین میں سے کوئی ایک بھی کہہ دے تو سب کی طرف سے ساقط ہو جائے گا اور اگر کوئی نہ کہے تو سبھی گنہگار ہونگے ایک روایت میں اس کو مستحب کہا گیا ہے۔

سفر السعادۃ کے مصنف کہتے ہیں احادیث صحیح کے ظاہر سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دینا فرض ہے۔ اور یہ ہر شخص پر فرض ہے ایک کا جواب کافی نہیں ہوگا۔ اور یہی قول اکابر علماء کی ایک جماعت کا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جواب دینا سنت علی الکفایہ ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک سننے والا مسلمان کہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا سنت ــــ پھر تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ واجب یا سُنت ہونا اس صورت میں ہے کہ چھینکنے والا الحمد کہے اور حاضرین بھی سنے لیکن اگر آہستہ کہے کہ وہ سنائی نہ دے تو جواب لازم نہیں ہے۔

جماہی آنے کی صورت میں یا تو اسے روکنے کی کوشش کی جائے کہ اندر ہی لوٹ جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ منہ پر رکھے اور چاہئے کہ بائیں ہاتھ کی پیٹھ رکھے یا نیچے والے لب کو دانت سے کاٹے۔ کیونکہ منہ کھلنے کی صورت میں شیطان ہنستا ہے۔

مذکورہ دوسری حدیث سے واضح ہے کہ چھینکنے والے کو جب کوئی یرحمک اللہ کے ساتھ دعا دے تو اس مرد پر لازم ہے کہ دعا دینے والے کو وہ بھی یھدیکم اللہ و یصلح بالکم (اللہ تم کو سیدھی راہ چلائے اور تمہارے دلوں کو نیک بنائے) کے ساتھ دُعا دے۔ شریعت میں اس کے حق میں دعائے خیر کا حکم اسکی تالیف قلب کیلئے ہے۔ لفظ عموم یعنی جمع کا صیغہ اس دعا میں غالب حال یا اکثر حال کا خیال کرتے ہوئے ہے۔

چھینکنے والے کیلئے یرحمک اللہ خصوصیت کیساتھ دعا ہے اور یھدیکم اللہ میں اس کے احترام وتعظیم کیطرف یا اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و احترام کیطرف اشارہ ہے۔ جس شخص نے یا جس جماعت نے اسے یرحمک اللہ کہا۔ جواب دینے والا چار یا پانچ یا اس سے زیادہ ہو سکتا ہے لیکن بیک وقت چھینک کرنے والا عموماً ایک ہی ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں بےشک جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تھی تو اپنے چہرہ کو اپنے ہاتھ سے یا کپڑا سے ڈھانک لیتے تھے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کرتے تھے (ترمذی۔ ابوداؤد)

چونکہ چھینک کرنے کے وقت چہرہ کی ہیئت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اسلئے ہاتھ یا کپڑا سے اسکو چھپا لینا مناسب ہے پھر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ منھ اور ناک کی رطوبتیں اسکے ساتھ خارج ہوتی ہیں اس لئے حاضرین کے جسم اور کپڑوں کو خصوصاً اسی طرح اپنے جسم اور کپڑوں کو آلائش سے محفوظ رکھنے کا یہ ایک مناسب طریقہ ہے جس کی تعلیم بطور ادب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو دی تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو اور لوگ اسے ناگوار نہ سمجھیں۔

۴۔ حضرت سلمہ بن اکوع سے مروی ہے بےشک آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب ایک آدمی نے حضور کے نزدیک چھینک کیا تو حضور نے یرحمک اللہ کہا پھر اس نے دوسری مرتبہ چھینک کیا تو حضور نے فرمایا یہ مرد زکام کا مریض ہے (مزکوم) ہے (مسلم، ترمذی کی روایت ہے کہ حضور نے اس شخص سے تیسری مرتبہ میں کہا کہ بے شک وہ مزکوم ہے۔

۵۔ حضرت عبید بن رفاعہ سے مروی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا چھینکنے والے کو تین مرتبہ تشمیت (یرحمک اللہ) کہو پس جو زیادہ ہو تو اگر چاہے تو اس کی تشمیت کرو اور اگر تو چاہے تو نہ کر (ابوداؤد)

تشمیت چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے پر اس کا جواب یرحمک اللہ کیساتھ کہنا ہے تین مرتبہ سے زیادہ میں تشمیت اور خاموشی کا اختیار دیا گیا

ہے۔ چونکہ اس سے زیادہ کرنے والا مزکوم زکام کا مریض ہے مریض کیلئے دعائے صحت و عافیت ہے جو مخصوص نہیں ہے لیکن چھینک کے لئے جو مخصوص دعا ہے اس لئے حضور نے اختیار عطا فرمایا۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرمایا کہ دو آدمیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک چھینک کیا تو حضور نے ان دونوں میں سے ایک کے لئے تشمیت کیا۔ (یرحمک اللہ کہا) اور دوسرے کیلئے نہیں پس اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اس کیلئے تشمیت فرمایا اور میرے لئے نہیں تو حضور نے فرمایا بے شک اس شخص نے اللہ کی حمد کی اور تم نے اللہ کی حمد نہیں کی (بخاری و مسلم)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ چھینک کرنے والا جب الحمد للہ کہے گا سبھی سننے والا یرحمک اللہ کی دعا سے اسے نوازے گا ورنہ نہیں۔

۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ یہودی لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک دوسرے کے درمیان بے تکلف چھینکتے تھے اور یہ امید کرتے تھے کہ حضور انکی چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہیں گے لیکن اس کا کوئی بھی اثر حضور پر نہیں ہوتا تھا اور حضور انھیں اس کا اہل نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان کے لئے نزولِ رحمت کا سوال ہی کیا اس لئے حضور ان کے جواب میں یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہتے تھے اللہ تمہاری ہدایت کرے اور تمہارے دل کی اصلاح کرے (ترمذی۔ ابوداؤد)

کافروں کے لئے ہدایت اور اصلاح حال کی دعا کر سکتے ہیں جیسا کہ ان کے سلام کے جواب میں بھی ھداکم اللہ آیا ہے (اللہ تم کو ہدایت دے) لیکن یرحمک اللہ اسے ہرگز نہ کہنا چاہئے۔

۸۔ حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے جو مسلم شریف میں موجود ہے (اس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ جماہی کے وقت مسلمان اپنا ہاتھ اپنے منھ پر رکھ لیں اس لئے کہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے) چونکہ جماہی کی حالت میں منھ کشادہ اور دراز ہو جاتا ہے اس لئے شیطان کا ہنسنا تو خیر معلوم ہی ہے لیکن منھ میں داخل ہونا بھی حدیث سے ثابت ہے اس لئے ایسا موقع اسے ہرگز نہیں دینا چاہئے۔

اس عنوان کے تحت اب تک جو آپ سے مخاطبت کا شرف حاصل کیا گیا ظاہر ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے۔ سب سے پہلے تو یہ بات آپکے ذہن و دماغ میں ڈالنی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح مسلمانوں کو زندگی کے آداب سے آگاہ فرمایا اور چھوٹی سے چھوٹی بات جس کو عام انسان اپنی نادانی کی بنا پر چھوٹی بات سمجھتے ہیں حقیقت میں وہ بڑی سے بڑی بات ہے۔ اللہ کی حمد، رحمت کی دعا، آفات و بلیات سے محفوظ رہنا ہر حال میں ظاہر ہے پھر معاشرہ میں رہائش اور زندگی کا سلیقہ و شعور، ادب و احترام اور صفائی و شائستگی کا خیال ان احادیث کریمہ کے مطالعہ سے واضح اور نمایاں ہوتا ہے۔

بدقسمتی یا خرابیٔ اعمال کے نتیجہ میں آج مسلمانوں کی معاشرت تباہی و بربادی کی طرف جا رہی ہے اس میں سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کو نظر انداز کر کے ہم مسلمانوں نے خود مصیبتوں کا بوجھ اپنے سروں پر اٹھا رکھا ہے۔

چھینک اور جماہی میں بھی عام مسلمانوں کے طریقہ و روش پر نگاہ ڈالیے ان کا طریقہ کار کیا ہے جماہی آئی منھ پھاڑے ہوئے ا... یا... آہ کی صدا لگاتا ہوا اپنی بدتہذیبی اور ناشائستگی کا ثبوت پیش کرتا ہوا مسلمان آپ کو ضرور نظر آتا ہوگا۔ عالم ہو یا جاہل۔ امیر ہو یا غریب، بڑا ہو یا چھوٹا آپ اُسے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے آگاہ کیجئے۔

اسی طرح چھینک کرنے والا منھ بگاڑ کر بلند آواز سے آپچھی کہہ کر اپنے اور آپکے جسم و لباس کو آلودہ کرتا ہوا مسلمان بھی ضرور آپ کے سامنے آتا ہوگا اُسے بھی آپ سمجھائیے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اس ضمن میں کیا ہے۔ پھر جب تم اللہ کی حمد کروگے سننے والا تمہارے لئے رحمت کی دعا کریگا تو اللہ کی رحمتیں تم پر نازل ہونگی کیونکہ کسی بھی مسلمان کی دعا اگر اللہ نے قبول فرمالی تو پھر زندگی سنور جائے گی۔

اگر تمام مسلمان آداب اسلامی کو سمجھتے ہوئے عمل پیرا نظر آئیں تو زندگی کے ہر شعبہ میں انھیں روشنی ہی روشنی نظر آئے گی۔ اندھیرے کا دور دراز تک پتہ بھی نہ ہوگا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ آج کے دور کا مسلمان بہت سی باتوں کو فرسودہ رسم یا پرانی باتیں کہہ کر نئی تہذیب کی سلگتی ہوئی آگ میں اپنے اور اپنی اولاد اہل وعیال کو ڈھکیلنا ہی مرغوب و محبوب سمجھتا ہے جب کہ خلاقِ دوعالم کا ارشاد گرامی ہے اے ایمان والو تم اپنی جان کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

سلام مسنون!

پاسبان کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ اپنی آرائش وزیبائش میں خود اپنی مثال ہے۔ معیاری مضامین کے ساتھ سٹنگ بہت عمدہ ہے۔ "کنز الایمان" پر علامہ نظامی کے دونوں مضامین بہت پسند کئے گئے۔ غزل کا کیا کہنا، ایسا معلوم ہوتا ہے، حضرت نظامی شہنشاہ خطابت ہی نہیں، شہنشاہ تغزل بھی ہیں۔

ثناگر اصغر، جو ہو گلی بمبئی۔

مکرمی مولانا حسن رضا خاں صاحب! مزاج گرامی۔

سلام ورحمت!

اہلسنت کا محبوب جریدہ 'ماہنامہ پاسبان' مل گیا۔ اپنی امیدوں سے زیادہ اچھا پایا۔ حضرت ضیا جالوی کا اداریہ سبھی نے پسند کیا، حضرت علامہ نظامی نے ایک کہنہ مشق صحافی ہونے کے لحاظ سے ایسا ذہن دیا جس سے معاندین وحاسدین کے منہ میں تالا لگا دیا۔ پاسبان کے بغیر ہم تشنگی محسوس کر رہے تھے لیکن پاسبان تاریکیوں میں روشن چراغ ثابت ہوا۔ ہماری جملہ عزیمات حاضر ہیں۔

کمال احمد خاں، جمشید پور

محترمی مولانا انوار احمد صاحب نظامی!

سلام ونیاز!

سب سے پہلے پاسبان کی اشاعت پر مبارکباد قبول فرمائیں، آپ کی ہمت مردانہ وجرأت رندانہ کا کیا کہنا۔ سچ سچ آپ نہ جھکنے والی شخصیت ہیں، مذہب اور مسلک کا درد آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ خدا ادارۂ پاسبان کو مزید توانائی عطا فرمائے۔ پاسبان نے اہلسنت کی دنیا میں ہلچل مچا دیا ہے اور معاندین کے کلیجے میں اپنی فتح و نصرت کا جھنڈا گاڑ دیا ہے۔ پاسبان زندہ وپائندہ باد۔

یار محمد خاں، کلکتہ

کرمفرما مولانا عبد القیوم صاحب مصباحی

سلام محبت!

پاسبان اپنی تمامتر خوبیوں کے ساتھ مل گیا۔ آپ نے جیسا کہا تھا اس سے کہیں زیادہ اچھا پایا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں پاسبان مذہب اہلسنت ومسلک رضویت کا بیباک وندر ترجمان ہے اور اہلسنت کی تمام انجمنوں اداروں اور تنظیموں کی جس فیاضی سے تشہیر کرتا ہے، یہ اس کا اپنا حصہ ہے۔ مرکزی تنظیم عظمت مصطفےٰ ڈگیرا کا اعلان دے کر آپ نے کرناٹک کے تمام سنیوں کا دل جیت لیا۔ آپ قدم آگے بڑھایئے میں آپ کے شانہ بشانہ نظر آؤں گا۔

(مولانا) محمد علی نوری، ہبلی۔ کرناٹک

محترمی علامہ نظامی صاحب قبلہ

السلام علیکم!

مولانا حافظ بشیر احمد صاحب رضوی کے توسط سے پاسبان مل گیا۔ بہت پسند آیا۔ اس کی شدید ضرورت تھی۔ پاسبان نے اپنی خدمات کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں کہ اس کی یاد دل سے بھلائی نہیں جاتی۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ پاسبان کا گجراتی ایڈیشن نکالنے والے ہیں۔ پیشگی ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔ میں اس راہ میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا، اس طرح ساتھ دوں گا گویا وہ خود میرا ہی رسالہ ہے اگر آپ سورت کو سنٹر بنائیں تو میں ہر طرح کی سہولت آپ کو پہونچاؤں گا۔ عرس میں آپ تشریف لائیں تاکہ گجراتی ایڈیشن پر تفصیلی گفتگو ہو سکے۔

آپ کا منتظر سید محمد سلیم

خانقاہ عالیہ رفاعیہ، سورت، گجرات۔